ابلیس تا دیوبند

تحریر۔علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

والحمد للّٰہ والصلوٰۃ علی رسول اللّٰہ

پیش لفظ

ابلیس بذات خود آج کل کے کئی انسانوں سے بہتر پوزیشن میں ہے:

(1) وہ موحد ہے

(2) سب سے بڑے گناہ شرک سے مجتنب

(3) وہ مُلحد اور دہریہ نہیں ہے۔کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب کہہ کر پکارتا ہے اور اس کی عزت کی قسم کھاتا ہے۔

(4) یہ کہ یومِ حشر اور جزا پر بھی یقین رکھتا ہے

(5) وہ صرف انسان کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن نہیں ہے۔اگر چہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے بڑا دشمن ہے۔

باوجود اینہمہ وہ جب لعنتی ہوا تو اس نے قسم کھائی تھی کہ ’’لاغوینھم اجمعین ‘‘ میں ان بنی آدم کو گمراہ کروں گا’’الاعبادك منھم المخلصین ‘‘ لیکن وہ جوان میں تیرے مخلص بندے ہیں انہیں میں گمراہ نہ کرسکوں گا۔

ظاہر ہے کہ وہ انسان کو گمراہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور لگا رہا ہے لیکن گمراہی سے مراد صرف عملی غلط کرداری مراد نہیں کیونکہ وہ تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم یا شفاعتِ امام الانبیاء و دیگر انبیاء ورسل اور اولیاء کرام وغیرھم کی شفاعت بخشی جائیگی نا قابلِ معافی جرم شرک وکفر اور غلط عقائد ہیں ۔فقیر اس تصنیف میں دلائل سے ثابت کرے گا کہ ابلیس کے عقائد کے کون سا فرقہ قریب یا مماثل ہے جب کہ آج کل دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر فرقہ شیطان سے برأت کا اظہار کرتا ہے لیکن اس تصنیف میں واضح ہوجائیگا کہ ابلیس کے ساتھ عقیدہ وطریقہ کی ہمنوائی کس فرقہ کو ہے جس فرقہ کے متعلق یقین ہوجائے اس سے دور رہنے کی کوشش

فرمائیے اور بس۔

وما علینا الاالبلاغ المبین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و لا الٰہ الا ھو والصلوٰۃ والسلام علٰی حبیبہ ھو عبدہٗ ورسولہ

ابلیس کی کہانی

یہ مشہور و معروف کہانی ہے کسی سے اوجھل نہیں ہر مذہب اور ہر فرقہ کا ہر فرد اس سے نہ صرف واقف ہے بلکہ شب و روز کوشاں ہے کہ اس کے دامِ تزویر سے بچا جائے لیکن یہ بھی ایسا چالاک ہے کہ الٹا اس نے گمراہ فرقوں کو اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا آلۂ کار بنایا ہوا ہے۔ جس کا انہیں شعور تک نہیں۔ فقیر اس تصنیف میں کچھ عرض کرے گا جس سے واضح ہو جائے گا کہ اُس کے اِس دُنیا میں آلہ کار کون ہیں۔

ابلیس لعنتی ہونے سے پہلے

آدم علیہ السلام سے پہلے ہزاروں سال ابلیس بظاہر برگزیدۂ حق تھا۔ اور طاعتِ حق تعالیٰ میں ایسے کارنامے سرانجام دیئے جو اپنی مثال خود تھے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

تمام اسلامی فرقے متفق ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً سوا لاکھ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے جنات کو زمین پر آباد کیا تھا زمین میں جنوں کی نسل بود و باش کے لئے جگہ نہ رہی تو حق تعالیٰ نے کچھ جنات کو ہوا میں رہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی اور کچھ پہلے آسمان پر رہنے لگے اور ان میں سلسلۂ توالد و تناسل بھی تھا۔ انہیں میں ابلیس بھی تھا چنانچہ وہب بن منبہ کی طویل روایت کا ایک حصّہ یہ ہے:

وکان یلدمن الجان الذکر والا نثٰی ومن الجن کذالک توآمین فصاروا اسبعین الفاالتوالدواحتٰی بلغواعددالرمل فتزوج ابلس امراۃ من ولد الجان وانتشر واحتٰی امتلا الاقطار اسکن اللہ الجان فی الھوا ابلیس واولا دۃ دفی السماء الدنیا وامرھم باالعبادۃ والطاعۃ فکانت السماء تفتخر علی الارض کان اللہ رفعھا

وجعل فیھا مالم یکن فی الارض ٥ (الانس الجلیل)

ترجمہ: یعنی جنات کی افزائشِ نسل کا یہ عالم تھا کہ ایک حمل سے ایک لڑکا ایک لڑکی (جڑواں) پیدا ہوتے تھے جب ان لوگوں کی تعداد 70 ہزار ہوگئی اور بیاہ شادی کا سلسلہ جاری رہا تو پھر ان کی اولاد کی کوئی گنتی (حساب) نہ رہا ابلیس نے بھی بنوالجان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی اس کے بعد بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور جان کی نسل کے لئے دنیا میں رہنے کے لئے جگہ نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے جان کو ہوا میں رہنے کے لئے مقام عطا فرمایا اور ابلیس اور اس کی اولاد کو پہلے آسمان میں رہنے کے لئے جگہ دی اور ان دونوں کو اپنی اطاعت وعبادت کا حکم بھی دیا اب چونکہ زمین خالی ہو چکی تھی اور زمین پر خدا تعالیٰ کا کوئی بھی ذکر کرنے والا نہ تھا تو آسمان اپنی بلندی اور اپنے اندر ذاکرین کی جماعت کی وجہ سے زمین پر فخر کرتا تھا۔

زمین پر شر اور دنگا فساد کا آغاز

عرصہ دراز تک ہوا میں رہتے رہتے جب شیاطین گھبرائے تو انہوں نے حق تبارک وتعالیٰ سے درخواست کی کہ ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔حق تعالیٰ نے ازراہ لطف وکرم اجازت عطا فرمادی اور ان سے عہد ومیثاق لے کر تاکید کی کہ زمین پر پہنچ کر میری عبادت سے غافل نہ ہو جانا شیاطین اپنی شرارت سے کب باز آنے والے تھے کچھ عرصہ زمین پر رہنے کے بعد وہ طوفانِ بدتمیزی مچایا کہ زمین نے بھی پناہ مانگ لی ۔اس پر آسمان والوں نے زمین پر آنے کی درخواست کی چنانچہ ملاحظہ ہو:

”فاشرفت الجان علی الارض وقالت اھبطنا الی الارض فاذن اللہ لھم بذلک ان یعبدو ولا یعصون فاعطوہ العھن علیٰ ذلک ونزلو وھم الوف یعبدون اللہ دھرا طویلا ثم اخذوا فی المعاصی وسقک الدماء حتیٰ استغاثت الارض منھم وقالت ان خلوی یارب احب لی ۔“ (الانس الجلیل)

اس کے بعد شیاطین نے حق تعالیٰ سے زمین پر رہنے کی اجازت مانگی اللہ نے اجازت دے دی اور ان سے اپنی عبادت واطاعت کا عہد لے لیا شیاطین ایک طویل زمانے تک خدا کی اطاعت کرتے رہے اس کے بعد گناہوں میں مبتلا ہو گئے ناحق خونریزی شروع کر دی زمین نے ان کی شرانگیزی سے پناہ مانگتے ہوئے اللہ سے

فریاد کی الٰہ العٰلمین بہتر تو یہی تھا کہ تو شیاطین کو میری پُشت پر آباد نہ کرتا۔

جنات وشیاطین کی خباثتوں اورشرارتوں کے نمونے

مذکورہ بالا شرارتوں اور خباثتوں میں ابلیس کو شامل نہ سمجھنا بلکہ وہ اس وقت مُصلحین میں سے تھا جیسا کہ آئیگا اور نہ ہی جنات وشیاطین کی معمولی شرارتیں تھیں وہ ایسے نامراد واقع ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے ان کی جنس یعنی جنات سے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے جن کو ان خبیثوں نے شہید کرڈالا اور ایسے غلط اُمور کے مرتکب ہوئے جن سے دھرتی نے تنگ ہوکر فریاد کی تو ان کا مُصلح اکبر ابلیس مقرر ہوا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

قال کعب الاحبار ان اول نبی بعثہٗ من الجان نبیاً منھم یُقال لہ عامر بن عُمیر ثم بعث لھم من بعد عامر صباعق بن ماعق بن ماردبن الجان فقتلوہ○

ترجمہ: کعب احبار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں سے سب سے پہلے جس نبی کو ہدایت کے لئے بھیجا تھا ان کا نام عامر بن عمیر بن الجان تھا جنات نے ان کو قتل کردیا ان کے بعد صاعق بن ماعق بن ماردبن الجان کو بھیجا تو وہ بھی جنات کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

فائدہ: روایت مذکورہ بالا میں حضرت کعب نے فرمایا کہ:

”حتیٰ بعث اللّٰہ الیھم ثمانمائۃ نبی فی ثمانمأۃ سنۃ فی کل سنۃ نبیاوھم یقتلولھم۔“

جنوں کی سرکشی اور بدکرداری دیکھ کر حق تعالیٰ نے 800 رہبر 800 سال میں بھیجے ہر سال ایک رہبر آتا رہا اور جنات اُس کو شہید کرتے رہے۔

فائدہ: عجائب القصص میں جنات کے جن انبیاء کی بعثت اور جنات کی کفروسرکشی کا حال اس طرح لکھا ہے:

چوں اولاد ابو الجان برزمین از تولد وتناسل بسیار شد ندحق تعالیٰ ایشان رابشیر یعنی تکلیف نمودہ وبطاعت وعبادت خودفرمود ایشان قبول نمودند وخوشحال درجھان فانی زندگانی میکر دند تاآنکہ یك روزئہ ثوابت کہ نزد بعضے حکماء عبارت از سی وشش ھزار سال است انتھارسید اماچون خلقت ازناربود مظھر تجلی قھراست بعدازاتمام حجت ھمہ متکبران ایشال رابانواع وعقاب ھلاك گرد انید ندوبعضی ایشان برجادئہ شریعت مستقیم بودند سالم ماندند بعدازان خداتعالیٰ ھم ازان نبی الجان

شخصے رابر ایشان والی گرد ایندوشریعت جدید ایشان راعطا فرمود چون ذورہ دیگر عبارات ازاں در از فرمان است گذشت بعضے ازایشان کل شئی یرجع الی اصلہ طریق نافرمانی پیش گرفتند لاجرم حکم الٰہی بافتاواعدام ایشال صددرگشت واز نسل بیتہ آں طبقہ کہ بواسطہ استقامت برجادئہ طاعت سلامت ماندہ بودند شخصے حاکم ایشاں گشت وچوں دوئہ سوم نیز منتہیٰ شد باز آغاز فساد ازاں نہادایں طائفہ سرزد بعذاب حضرت باری تعالیٰ سبحانہٗ گرفتار شد ند واز ھمائے ایشاں نوح قلیل باز پسماندہ بودند بمر ورایام خلقے کثیر پیدا آمدنہ لیکن ازایشاں کہ ھزیور فضل ودانش آراستہ ولسلاح صلاح پراستہ بود ند والی گشتہ مدتے ام معروف ونھی منکر و بیان احکام کردواد آنکہ ازانجھان رحلت نمود بعدازں چوں بدترین ابن الجان کفران نعمت وعصیاں ورزیدند باری شانہ رسولاں فرستادوازنصائح وواعظ ایشاں اصلا آگاہ نہ شدند ودورہ چھارم نیز عام گشت باقتضائے الٰھی جماعت ملائکہ بحریہ ایں طائفہ نامزد گشت واز آسمان نزول کردہ بابنی الجان جنگ نمودند۔

یعنی جس وقت زمین پر جنات کی آبادی بڑھ گئی حق تعالیٰ نے انہیں اپنی عبادت کا حکم دیا جنات حکم الٰہی میں کمر بستہ رہے جس وقت جنات کو دنیا میں آباد ہوئے 36 ہزار سال گذر گئے تو کفر اختیار کر کے موردعذابِ الٰہی بنے حق تعالیٰ نے تمام متکبروں کو ہلاک کر دیا اور باقی ماندہ نیک بخت افراد میں سے ایک شخص کو حاکم بنا کر نئی شریعت عطا فرمائی۔

دوسرا دور

یعنی مزید 34 ہزار سال پورے ہونے کے بعد پھر گمراہی اور نافرمانی اختیار کی اس بار بھی عذاب الٰہی نے ان کو ٹھکانے لگا دیا جو لوگ بچ رہے تھے ان میں سے پھر حق تعالیٰ نے ایک صاحب کو حاکم بنایا تیسرا دور ختم ہوتے ہی پھر فتنہ وفساد کا دور شروع ہوگیا حق تعالیٰ کا غضب نازل ہوا نافرمان لوگ ہلاک کر دیئے گئے باقی ماندہ نیک لوگوں میں سے پھر حق تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا۔ جب تک یہ شخص زندہ رہا جنات کو دعوت دیتا رہا۔اس شخص کی وفات کے بعد جنات میں کوئی نیک شخص باقی نہ رہا زمین پر شریر جنات کے سوا کسی نیک جن کا وجود نہ رہا حق تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج بھیج کر اشرار جنات کا قتل عام کر دیا بے شمار ہلاک ہوئے جو بچ گئے وہ پہاڑوں وغاروں میں جا چھپے۔

دعوتِ غور وفکر

یہ ہے کہ جنات کی ایک لاکھ 44 ہزار سال کی تاریخ اور ان کی شرارتوں اور سیاہ کارناموں کا ایک مختصر خاکہ جن کی اصلاح ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھی اسی لئے ایسے شرارتیوں اور فسادیوں کے لئے زبردست مُصلح چاہیئے اور وہ اپنی اصلاحی قوت سے ان کی کایا پلٹ دے اور یقین مانئے ایسے مُصلح کارروائی اور ایسی کامیاب پالیسی سے ہم سب کا متاثر ہونا لازمی ہے کہ ایسے بدمعاشوں کو اپنی اصلاح سے نہ صرف انہیں اپنے جیسا مصلح بنا دیا بلکہ ملائکہ کرام کو بھی اس کی پالیسی نے دنگ کر دیا کون تھا دل کے کان کھول کر سنئے وہ تھا ابلیس۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

پہلا امیر جماعت

800 سال کی طویل جدوجہد کے باوجود جنات بدکاری سے باز نہ آئے تو حق تعالیٰ نے آسمانِ اول پر رہنے والے جنات کو زمین پر رہنے والے جنات کے قتل عام کے لئے بھیجا اس فوج کا سپہ سالار ابلیس تھا ابلیس نے زمین پر آتے ہی جنات کو ٹھکانے لگا دیا، حضرت کعب احبار فرماتے ہیں:

فلما کذبوا الرسل اوحی اللہ الیٰ اولاد الجان فی السماء ان انزلوا الی الارض وقاتلو من فیھا اولاد الجان وامر علیھم الابلیس اللعین ومن کان معہٗ حتی ادخلھم الی تقعد من الارض فاجتمعوو فیھا فارسل اللہ علیہ بالا ناحرقتھم ومکن ابلیس الارض مع الجن وعبداللہ حق عبادتہ فکانت عبادۃ اکثر من عبادتھم ۔" (الانس الجلیل)

ترجمہ : غرض جنات نے جب رسولوں کے احکام کی خلاف ورزی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر رہنے والے جنات کو حکم دیا کہ تم زمین پر جا کر جنات کو قتل کر دو اور ابلیس کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا ابلیس کی فوج نے زمین پر آتے ہی قتل عام شروع کر دیا جنات بھاگ پڑے۔ ایک مقام پر پناہ گزیں ہوئے تو وہاں آگ آ کر ان کو جلا گئی۔ زمین پر ابلیس اور اس کی فوج آباد ہو گئی۔ ابلیس نے اس مرتبہ اس قدر عبادت کی کہ باید وشاید مندرجہ بالا تقریر سے آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ شیطان ابلیس کا کارنامہ کتنا بلند تھا اور پھر اس کی عبادت کا کیا کہنا اندازہ لگایئے کہ شیطان ابلیس جیسا کوئی نیک نہ تھا۔ گویا نیکی یعنی نیک عملی اس پر ختم تھی لیکن اس کے باوجود وہ لعنتی ٹھہرا اور جہنمیوں کا سردار۔

ابلیس کا سنھری کارنامه

ابلیس چونکہ عبادتِ الٰہی کا دلدادہ تھا اس کا تمام وقت عبادت میں گذرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو آسمان پر بُلا لیا فرشتے اس کی عبادت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا عبادت گذار اور فرمانبردار بندہ فرشتوں میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست قبول فرما کر ابلیس کو فرشتوں کی جماعت میں شامل کیا۔ ابلیس ایک ہزار سال تک پہلے آسمان پر رہا۔ عبادت کا ذوق و شوق چونکہ روز افزوں تھا۔ حق تبارک وتعالیٰ نے اس کو ترقی عطا فرما کر دوسرے آسمان پر اُٹھا لیا یہاں بھی عبادت کرتا رہا پھر وہاں سے اسے تیسرے آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ غرض اسی طرح عبادت میں ترقی حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ جنت کے فرشتے رضوان علیہ السلام کی سفارش پر ابلیس کو جنت میں داخلہ کی اجازت مل گئی اور شیطان بصد اعزاز واحترام جنت میں رہنے لگا۔ ابلیس جنت میں پہنچ کر بھی عبادت کرتا رہا فرشتوں کی تعلیم وارشادات کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ابلیس کے درس وخطابت کی یہ شان تھی کہ عرش کے نیچے یاقوت کا منبر لگایا جاتا تھا سر پرنُور کا پھریرا فضا میں لہراتا تھا۔

رُوح البیان کا حواله

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسے رئیس الملائکہ کا خطاب حاصل تھا اور وہ تمام ملائکہ سے اعلیٰ بلکہ معلّم الملکوت تھا اور عبادت میں تو ضرب المثل تھا اس نے آسمان وزمین کے چپے چپے پر عبادت کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں اتنا زور لگایا کہ فرشتوں نے اسے اپنا استاذ اور سردار مان لیا۔ (روح البیان)

قبل از لعنت ابلیس کی شان وشوکت

زمین پر بہت طویل عرصہ تک ٹھہرے رہے۔ تقریباً ستر ہزار سال پھر اُن میں حسد اور بغاوت پھیلی اور لڑے مرے۔ اُن کی طرف فرشتگاں کو بھیجا جن کا امیر ابلیس جس کا نام عزازیل تھا۔ اُن سے علم میں زائد تھا۔ زمین پر اُترتے ہی جنات کو شکست دی۔ اور انہیں زمین سے نکال کر، دریاؤں اور پہاڑوں کی غاروں میں بھگا دیا۔ اور خود وہیں رہنے سہنے لگے۔ اب ان پر عبادت آسان ہوگئی، کیونکہ قاعدہ ہے کہ ملائکہ جو آسمانوں پر بلند ہیں۔ خوف زدہ زیادہ ہیں اور جو ملائکہ آسمان دُنیا میں ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے آسانی میں ہیں۔ بہرحال ابلیس کو زمین وآسمانِ دنیا کی سلطنت دی گئی۔ اور بہشت کا خزانہ بھی سپرد ہوا۔ اس کے دو زمرد کے پر تھے۔ بنابریں کبھی

زمین پر عبادت کرتا کبھی آسمان پر اور کبھی جنت میں، اسی وجہ سے اُسے عُجب (غرور) لاحق ہوا اور اپنے دل میں لگا کہنے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہی شاہی اس لئے دی کہ مجھ سے زیادہ مکرم ملائکہ میں کوئی ہے نہیں۔ (روح البیان)

(۱) ابلیس سوا لاکھ سال کارہائے نمایاں سرانجام دیتا رہا یہاں تک کہ جملہ رہبرانِ قوم سے سبقت لے گیا۔

(۲) جہاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی فوج جنات کا سپہ سالار مقرر فرمایا اور سرتوڑ جدوجہد سے زمین باغیوں سے پاک وصاف ہوئی، جس کے صلہ نے دُنیوی سلطنت کا واحد بادشاہ بنادیا کہ زمین پر جملہ مکین اس کے زیر نگین تھے۔

(۳) دنیوی سلطنت اور وجاہت وسطوت اس کی نظروں میں کچھ نہ تھے وہ صرف اور صرف عبادت الٰہی کا عاشق تھا اسی لئے اسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر بلالیا جس کی عبادت کو دیکھ کر فرشتے انگشتِ بدنداں اور حیران وششدر رہ گئے، کروڑوں سال عبادت کرنے والے اپنی عبادات کو اس کے سامنے حقیر ولاشے خیال فرمارہے ہیں۔ یہی بات ہم آگے چل کر ثابت کرنے والے ہیں کہ ابلیس تا دیوبند جملہ ابلیسی چیلے عبادت میں ایسے بلند مرتبہ ہونگے کہ دوسرے سینکڑوں سال والے اپنی عبادت اور نماز وروزہ کو حقیر سمجھیں گے۔

(۴) بارگاہِ حق میں عبادت کو ایسا سجا کر پیش کیا کہ خود خالق کو اس سے ایسا پیار ہوا کہ اسے نہ صرف ساتویں آسمان تک بلالیا گیا بلکہ بہشت کے چیف افسر حضرت خازن فرشتے کو استدعا کرنی پڑی کہ ابلیس کے بغیر جنت کی زیب وزینت گویا بے زیب ہے پھر ادب واحترام کے ساتھ بہشت میں پہنچایا۔

(۵) بہشت میں درس وتدریس اور خطابت کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ بادشاہی مسجد کے خطیب کے اعزاز کو دیکھ لو وہ کیسی سج دھج سے زندگی بسر کرتا ہے گورنمنٹ یونیورسٹی کی اعلیٰ ڈگری والے بھی عہدے دار کا کیا مرتبہ ہوتا ہے کہ جملہ ارکان دولت واعیان سلطنت اس کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں اور یہاں تو احکم الحاکمین کی بہشت کی خطابت اور ملکوتیوں کی تدریس کا صدارتی عُہدہ ہے کہ جس کے آگے جبرائیل ومیکائیل ودیگر مقربین ملائکہ علیہم السلام سرنگوں پھرتے ہیں اس کا جو تصور ناظرین ذہن میں جمائیں ابلیس کی شان وشوکت کے شایانِ شان پھر بھی پورے نہ اتر سکیں گے۔ لیکن اس کا انجام بھی نہ بھولئے کہ جب اس نے محبوبِ خدا اور اس کے پیارے پیغمبر کی نیازمندی سے منہ موڑا اور گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کیا تو وہی تلمیذانِ ذی قدر ملکوتی تھے جو لعنت لعنت کہہ رہے تھے اور نہایت ذلت وخواری سے دھکے دے کر اسے بہشت سے باہر نکال دیا اور تا حال

لعنت و پھٹکار کے ڈوگر برسار ہے ہیں تا قیامت اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا۔

(۶) اتنے بڑے اعزاز کے باوجود خطاب کے لئے جو یاقوت کا منبر بچھایا جاتا وہ عرش کے نیچے ہوتا کہ اس سے بڑھ کر آگے کوئی منبر نہ تھا سوائے عرش الٰہی کے۔

(۷) جب تک خطاب یا تعلیم وارشاد ملائکہ میں مصروف رہتا سر پر نور کا پُھر یرا فضاء میں لہراتا جاتا۔ یہ وہی ابلیس ہے جس پر ہم سب لعنت کرتے نہیں تھکتے یہ کوئی معمولی شخصیت نہ تھا بلکہ اس وقت وہ بزعم خویش خدا تعالیٰ کے بعد شان وشوکت میں اول نمبر پر تھا۔لیکن مارا گیا تکبر سے نہیں حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی وگستاخی سے۔

جس کا سبب اور موجب تکبر بنا۔ نہ صرف تکبر یا سجدہ نہ کرنا جیسا کہ بعض لوگوں نے عوام میں مشہور کر رکھا ہے کہ شیطان نماز کا ایک سجدہ نہ کرنے اور تکبر کی وجہ سے مارا گیا اس سے ان کی مُراد جو بھی ہو لیکن ان کی یہ بات صحیح مان لی جائے تو خوارج ومعتزلہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک کبائر (کبیرہ گناہ) کا مرتکب کافر اور دائمی جہنمی ہو جاتا ہے اور اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ کبائر کا مرتکب فاسق وفاجر ہے اسے اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر توبہ بخش دے چاہے جرم کی سزا کے بعد بخشے لیکن نہ وہ لعنتی ہے نہ وہ کافر اور نہ ہی ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔لیکن خوارج ومعتزلہ اس کے خلاف کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب دائمی جہنمی ہے۔

نتیجہ نکالئے

ابلیس صرف سجدے نہ کرنے اور تکبر سے مارا جاتا تو وہ بقاعدہ اہلسنّت نہ لعنتی ہوتا اور نہ دائمی جہنمی کیونکہ یہ دونوں فعل عقائد میں شامل نہیں بلکہ کبیرہ گناہ ہیں حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ ابلیس نہ صرف لعنتی اور جہنمی بلکہ وہ تمام لعنتیوں اور جہنمیوں کا سرغنہ ہے وہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ گستاخ اور بے ادب تھا۔یہی ہم کہتے ہیں کہ جو بھی نبوت وولایت کا گستاخ اور بے ادب ہو اس کی نجات ناممکن بلکہ محال وممتنع ہے چنانچہ حضرت علامہ جامی قدس سرہ نے فرمایا

محمد بخشد گنہگار حق را ☆ ولے حق نہ بخشد خطائے محمد

اس سے ثابت ہوا کہ عقائد صحیحہ نجات بخشتے ہیں اور عقیدۂ بد تباہ و برباد کرتا ہے اگرچہ اعمال صالحہ کی بہتات ہو۔تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''نجات عقیدہ میں ہے۔''

لعنت کے بعد ابلیس کا برا حال

صاحب روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکار سجدۂ آدم کے بعد ابلیس کا جسم خنزیر کی شکل میں اور چہرہ بندر کی طرح ہوگیا۔صورت ہیئت نعمت سب کچھ چھین لیا گیا۔اور مندرجہ ذیل سزاؤں کا مستحق ہوا۔

(۱) تمام روئے زمین اور آسمان اول کی بادشاہت کے علاوہ جنت کے افسرِ خزانہ کے عہدہ سے محروم کردیا گیا ۔بلکہ ہمیشہ ہمیشہ تک بہشت کا داخلہ بند۔(۲) حق تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوا۔(۳) عزازیل نام تبدیل کر کے ابلیس نام تجویز کیا گیا۔(۴) بدبخت لوگوں اور کفار کا پیشوا بنا دیا گیا۔(۵) ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ملعون ومردود بنادیا گیا۔(۶) معرفت الٰہی کی دولت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوگیا۔(۷) توبہ کا دروازہ اس کے لیے بند کردیا گیا۔(۸) نیکی سے ہمیشہ کے لیے محروم کردیا گیا۔(۹) تمام دوزخیوں کا خطیب مقرر ہوا۔

فائدہ : اس سے ثابت ہوا کہ گستاخِ رسول علیہم السلام وصحابہ عظام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کا بے ادب اس دنیا میں حاجی ہو، مفتی، قاضی، نمازی، مجاہد، زاہد، متقی پرہیزگار اور قوم کا سب سے اونچا اور عوام کا محبوب و مقتداء اور سب کچھ ہو لیکن قیامت میں جہنم کے کتوں سے ہوگا۔ جیسا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

"الخوارج کلاب النار" بدمذاہب (خوارج) جہنم کے کتے ہیں۔

یہ کوئی مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ٹھنڈے دل سے کوئی غور فرمائے تو سمجھ آجائے گا (ان شاءاللہ عزوجل)

آدم علیہ السلام سے بغض و عداوت

سب کو معلوم ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ منتخب فرما کر ان کی تعظیم وتکریم کے لیے سجدۂ تحیہ کا حکم فرمایا تو ابلیس کے سوا تمام ملکوت نے تعظیم وتکریم کی ۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا،(فسجدو الا ابلیس)سب نے سجدہ کیا ابلیس کے سوا۔

روح البیان میں ہے کہ جب ملائکہ سجدہ میں گرے تو ابلیس نے آدم علیہ السلام سے منہ پھیر کر پیٹھ کرلی یہاں تک کہ وہ سجدہ سے فارغ ہوئے اور سجدہ میں ایک سو سال تک پڑے رہے۔بعض روایات میں پانچ سو سال آیا ہے۔جب انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ابلیس کھڑا ہوا ہے بلکہ الٹا آدم علیہ السلام سے منہ پھیرے ہوئے ہے اور اس فعل سے نادم بھی نہیں ہوتا بلکہ الٹا عزم بالجزم میں ہے۔تو اس کے امتناع اور اپنی فرمانبرداری کی توفیق کی وجہ سے ملائکہ دوبارہ سجدہ میں گرے۔ان کے لیے دو سجدے ہوگئے ۔ایک آدم علیہ السلام کے لیے، دوسرا اللہ تعالیٰ

کے لیے تھا۔ جب یہ سجدہ کرر ہے تھے ابلیس دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت مسخ کردی جس کی تفصیل پہلے گذری ہے۔

صرف اور صرف گستاخی اور بے ادبی

تمام اسلامی فرقے متفق ہیں کہ ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے سے لعین ورجیم ہوا۔ لیکن مخالفین کہتے ہیں چونکہ اس نے امر الٰہی عزوجل یعنی حکم خداوندی سے منہ موڑا اسی لیے ملعون ہوا۔ ہم کہتے ہیں اس طرح سے تو ہر بندے کو حکم الٰہی عزوجل سے منہ موڑنے پر ملعون ہو جانا چاہیے بلکہ حقیقت وہی ہے کہ حکم خداوندی چونکہ محبوب کی تعظیم وتکریم کے متعلق تھا اور وہ ابلیس سے نہ ہوسکا اسی لیے ملعون ومردود ہوا ۔

خدا کے ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا
بجز حبِ نبی کامل ایماں ہو نہیں سکتا

اللہ کے محبوب آدم کی تعظیم وتکریم

آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ منتخب ہونا ہمارے لئے باعثِ صدافتخار ہے ان کی تعظیم وتکریم کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو ابلیس سمیت سجدہ تحیہ (تعظیم) کا حکم فرمایا تو اس تعظیم وتکریم کو توحید کے منافی سمجھ کر انکار کیا تو صرف ابلیس نے۔ حالانکہ جملہ ملائکہ کرام جبریل علیہ السلام سمیت توحید پرستی میں ابلیس سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن انہوں نے یقین کرلیا تھا کہ آدم علیہ السلام کی تعظیم وتکریم عین توحید ہے اسی لیے ہم بحمدہ تعالیٰ انبیاء اولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی تعظیم وتکریم وآداب کو عین اسلام سمجھتے ہیں اور دوسرے فرقے انہیں شرک و بدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ دور حاضرہ میں حق وباطل کا نکھار اسی سے ہوتا ہے کہ جو محبوبان خدا کی تعظیم وتکریم بجالاتا ہے وہ مومن ہے۔ اور جو اس دولت سے محروم ہے وہ ابلیس کا چیلہ ہے۔

عداوتِ ابلیس کا آغاز

جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ زمین پر ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہے۔

اسی وقت سے اس نے قسم کھائی کہ اولاد آدم کو اپنے جیسا بناؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کو مؤکد فرما کر اعلان فرمایا کہ ایسی اولاد آدم کو ابلیس کے ساتھ جہنم میں دھکیلوں گا۔

”کماقال تعالیٰ لاملئن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعين ۔“

اے ابلیس میں تجھے اور ان میں سے جو تیری تابعداری کرے گا جہنم میں دھکیلوں گا۔

اس سے واضح ہوا کہ آدم علیہ السلام کا پہلا دشمن ابلیس ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اولاد آدم کو ہمنوا بنائے۔

ابلیس کی تابع داری کی تشریح

ابلیس کی تابعداری دو قسم کی ہے (1) عقائد میں (2) اعمال میں۔

شیطان ان دونوں میں اولاد آدم کو اپنے دامِ تزویر میں پھنساتا ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں خرابیوں (خرابی عقائد واعمال) کی تابعداری انسان کو تباہ و برباد کرتی ہے لیکن اہلسنّت کے اصول پر بدعملی اور غلط کرداری کی معافی کی اُمید ہوسکتی ہے لیکن بداعتقادی یعنی شیطان کے عقائد سے مطابقت ہوتو اس کی نجات صرف ناممکن نہیں بلکہ ممتنع ہے۔

نوٹ: یادرہے کہ ابلیس کی اتباع سے بھی اعتقادی تابعداری مراد ہوسکتی ہے اس لئے کہ بداعمالی سے خلود نار کا عقیدہ خوارج کا ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان (ابلیس) کے وجود سے بدعملی صادر نہیں ہوتی بلکہ وہ اس سے ذاتی طور نیکی صُدور ہوگئی ہے۔ صرف دو شواہد ملاحظہ ہوں۔

ابلیس رشوت خور نہیں

اُسامہ ظالم حاکم مصر کے کارناموں سے خوش ہوکر ایک دن سلیمان (خلیفہ) کسی سے کہتا ہے رشوت میں ایک دینار بلکہ ایک درہم تک نہیں لیتا۔ عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) بولے میں آپ کو ایک ایسا متنفس بتاتا ہوں جو اسامہ سے زیادہ بُرا ہے حالانکہ وہ بھی ایک درہم تک رشوت نہیں لیتا۔ سلیمان نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا "اللہ کا دشمن ابلیس۔" (النجوم الزاہرہ جلد ا صفحہ ۲۳۱)

ابلیس نمازی

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک پری مشرف با اسلام ہوئی اور اکثر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا، عرض کی، حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا وہاں گئی تھی، راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کردینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید اپنے فضل وکرم سے باری تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے

۔(ملفوظات جلد ا صفحہ ۱۴ تا ۱۵)

نوٹ : اس کی ہر برائی اور اعمالِ صالحہ کے بارے میں نمونہ کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ ان کے جملہ نیک اعمال کا یہی حال ہے اور برائیوں کا کام تو اس سے ہوتا نہیں، ہاں دوسروں سے سب کچھ کرالیتا ہے۔

مزید براں

اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ابلیس بُرائی نہیں کرتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ برائی جو اس کی ذات سے متعلق ہو وہ خود نہیں کرتا مثلاً ظاہر ہے کہ شیطان زانی نہیں، چور نہیں، ڈاکو نہیں کہ کسی کا مال چھین لیتا ہو اور نہ ہی دوسری عملی غلط کاریوں میں مبتلا ہے بلکہ وہ تو اعمالِ صالحہ کے لحاظ سے تا حال ویسے پابند ہے جیسے پہلے تھا۔ اور توحید میں رئیس الموحدین ہے، یہاں تک کہ اب اس کا نام پوچھنا ممکن ہو تو عزازیل عبداللہ (یعنی اللہ کا بندہ) نام بتائے گا۔ ابلیس، شیطان، رجیم وغیرہ نہیں بتائیگا۔

اس طرح

اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کو مانتا ہے اور اس کی عبادت کو حق سمجھتا ہے اسے ضد ہے یا دشمنی وعداوت اور بغض ہے تو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے اسی لئے ملعون ہے رجیم ہے۔ مردود ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہی ہمارا موضوع ہے اسی عقیدہ میں جو بھی شیطان وابلیس کا ہمنوا ہے وہ بھی اسی کا دوست ہے یا سمجھو چیلہ۔ ایسے چیلے اس نے تیار کرنے ہیں جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں بار بار بتایا۔ ابلیس کے چیلے جنوں میں بھی ہیں اور انسانوں میں بھی، بلکہ قرآن مجید کا اختتام اسی مسئلہ پر ہوا کہ "من الجنۃ والناس۔" اور فقیر عرصہ سے اس قسم کے چیلوں سے بچنے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔

محبوبِ خدا اور ابلیس

اس بحث میں ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ابلیس نے محبوبِ خدا ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی اور ان کے ساتھ دشمنی اور بغض وعداوت میں کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

حدیث : ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ میرے محبوب (حضرت) محمد (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو اور وہ جو کچھ تجھ سے پوچھیں اس کا جواب دے۔ چنانچہ شیطان ایک بڈھے کی شکل میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں شیطان ہوں، فرمایا کیوں آیا ہے؟ کہا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ

میں آپ کے پاس آؤں اور آپ جو پوچھیں اس کا جواب دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا یہ بتا میری امت میں تیرے دشمن کتنے ہیں؟ شیطان نے جواب دیا، پندرہ، فرمایا کون کون سے؟ شیطان نے کہا، سب سے پہلے تو میرے دشمن آپ ہیں۔ دوسرا میرا دشمن انصاف کرنے والا حاکم ہے۔ تیسرا متواضع دولت مند، چوتھا سچ بولنے والا تاجر، پانچواں خدا سے ڈرنے والا عالم، چھٹا ناصح، ساتواں رحمدل مومن، آٹھواں توبہ کرنے والا، نواں حرام سے بچنے والا، دسواں ہمیشہ باوضو رہنے والا، گیارہواں صدقہ وخیرات کرنے والا، بارھواں نیک اخلاق رکھنے والا، تیرھواں لوگوں کو نفع پہنچانے والا، چودھواں قرآن پڑھنے والا، پندرھواں رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے والا۔(روح البیان)

فائدہ :اس حدیث پاک سے میرا مقصد اتنا ہے کہ ابلیس کی سب سے بڑی دشمنی ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہے اس نے اپنے دشمن کی دشمنی کے لئے کیسے کیسے دُکھ برداشت کئے۔ اس سے سوچئے کہ اب نبوت دشمنی کا ثبوت کون دے رہا ہے۔

عقیدہ

سب سے پہلے یہ یاد رکھ لیں کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ معصوم ہیں۔ اور اللہ عزوجل آپ ﷺ کے لئے کافی ہے۔ اس سے کہ شیطان آپ ﷺ کے جسم میں اذیتوں کے انواع سے کوئی اذیت پہنچائے۔ اور آپ ﷺ کے قلبِ مبارک میں وسوسہ رسانی کرے یعنی شیطان کو یہ مقدور نہیں ہے کہ وہ آپ کو جسمانی ایذا پہنچائے یا آپ کے پاک دل میں کوئی وسوسہ ڈالے۔

حضور ﷺ کا شیطان مسلمان

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”نہیں تم سے کوئی مگر مقرر کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس کا ساتھی جنوں سے اور اس کا ساتھی فرشتوں سے۔ انہوں نے عرض کیا اور آپ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا اور میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر مدد دی۔ پس وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

مشیر خیر شیطان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس معنی میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ بعض راویوں نے حدیث میں

یہ کلمہ زیادہ کیا ہے۔ **فلایامرنی الا بخیر** ، مجھے وہ صرف نیکی ہی کی بات کہتا ہے۔ حدیث کا لفظ **اَسْلَمَ بالفتح** بعض دیگر روایات میں میم کے ضُمّہ کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں۔ بعض محدثین نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اور اس کو ترجیح دی ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کا قریب یعنی ساتھی کفر سے نکل کر اسلام کی طرف آ گیا ہے۔ یعنی وہ فرشتہ کی طرح ہوگیا ہے وہ نہیں حکم دیتا مگر نیکی کا۔ یہ ظاہر حدیث ہے۔ اور بعض محدثین نے حدیث میں **فاستسلم** (اسے روایت کیا ہے) قاضی ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں۔

فائدہ : جب کہ یہ حکم آپ کے شیطان اور آپ کے قرین کا ہے۔ جو بنی آدم پر مسلط ہے۔ پس کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جو آپ کے بعد ہوئے اور جن کو آپ کی صحبت وقربت نصیب نہیں ہوئی۔

واقعات دشمنی ابلیس

شیاطین بہت جگہوں پر آپ کے درپے آزار ہوئے ہیں اس بات میں رغبت کرتے ہوئے کہ آپ ان کی دام تزویر میں آئیں لیکن پاکیزہ نفس کو مردود کب ورغلا سکتا تھا مگر اس کے باوجود کوشش کی کہ آپ کو اپنی طرف مشغول کردیں۔ مگر ناکام ہوکر پلٹ گئے۔ جیسا کہ ایک بار ایک شیطان نے نماز کی حالت میں آپ سے تعرض کیا تو آپ نے اس کو پکڑ کر قید کردیا۔

شیطان بلّی کی شکل میں

صِحاح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آیا (عبدالرزاق نے کہا کہ بلّی کی صورت میں آیا) اس نے میری نماز کو قطع کرنے کے لئے مجھ پر حملہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر قدرت دی۔ میں نے اسے دھکا دینے کا ارادہ کیا کہ اس کو ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کو تم بھی اس کو دیکھ لو پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کا قول یاد کیا، ''**رب اغفرلی وھب لی ملکا**'' (الآیہ) ''اے میرے رب مجھ کو بخش دے اور مجھ کو ایسا ملک دے جو کسی کے لئے نہ ہو''۔ اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

آگ لے کر آیا

حدیث ابودرداء میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دشمن میرے پاس آگ کا انگارہ لے کر آیا

اس کو میرے منہ پر مارے (اس وقت نبی ﷺ منٰی میں نماز پڑھ رہے تھے۔آپ نے اس سے اللہ کی پناہ مانگی اوراس پر لعنت کی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس سے پہلی بات ذکر کروں اس کے آگے وہی ذکر کیا جو پہلے ذکر ہوا۔ اورآپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو پکڑ کر باندھتا تو صبح کو مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔ایسے ہی اسراءحدیث میں آیا ہے کہ ایک عفریت نے آگ کے شعلہ کے ساتھ آپ کا تعاقب کیا تو جبرئیل نے آپ کو وہ کلمات سِکھائے جن سے آپ اس کے شر سے اللہ کی ذات کے ساتھ پناہ مانگیں جو ذکر ہوئے۔

شیطان نجدی

جب شیطان براہِ راست شر پہنچانے سے عاجز آگیا تو پھر اس نے آپ کو شر پہنچانے کے لئے آپ کے دشمنوں کو اس کا واسطہ بنایا۔جیسا کہ جب قریش حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ایک محفوظ مقام پر باہمی مشورہ کے لئے بیٹھے تو شیطان ایک نجدی شیخ کی صورت میں ان کے پاس آیا۔

شیطان غزوۂ بدر میں

بدر میں سراقہ ابن مالک کی صورت میں ان کے پاس آیا اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا: واذزین لھم الشیطان اعمالھم ۔الآیۃ ''اور جب ان کے لئے شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کیا''۔ایسے ہی ایک بیعت عقبہ کے وقت میں وہ لوگوں کو آپ کے حال کے ساتھ ڈرا رہا تھا۔ان تمام مواقع میں شیطان نے رسول خدا ﷺ کی عداوت ودشمنی میں کسر نہ چھوڑی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

ہرنبی (علیہ السلام) اورولی

شیطان کا حملہ ہر ایک پر ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام یا عوام،صرف فرق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اوراولیائے کرام محفوظ۔ ہاں عوام پر داؤ چلا لیتا ہے اگر جس خوش قسمت کو کسی ولی کامل کا دامن نصیب ہوتا ہے تو وہ بھی اس کی شرارت سے بچ جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے کسی کو بچا لے ورنہ عموماً عوام کا اس کی شرارت سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔

اولیاء سے شیطان کی پناہ

شیطان ابلیس سے پوچھا گیا کہ تم ابومدین (ولی اللہ کامل) کو گمراہ کرنے میں کس قدر کامیابی کی امید رکھتے

ہواس نے جواب دیا ہمارا انہیں گمراہ کرنا ایسے ہے جیسے بحر محیط میں پیشاب کیا جائے یعنی ہم اپنی عادت پر مجبور ہو کر اگر انہیں کچھ کہتے بھی ہیں تو انہیں کسی قسم کا نقصان نہیں، جیسے بہت بڑے دریا میں پیشاب کر دیا جائے تو دریا کا کیا بگڑتا ہے یا جیسے سورج کے انوار کو پھونکوں سے بجھایا جائے یعنی جیسے انوار شمسی کو پھونکوں سے بجھانے والا ایک احمق اور پاگل سمجھا جاتا ہے ایسے ہی حضرت ابو مدین رضی اللہ عنہ کو گمراہ کرنے والے کو ہم اپنی برادری (شیطان) میں پاگل اور مجنون سمجھتے ہیں۔(روح البیان از مسئلہ الحکم)

نبی علیہ السلام کے بچپن کا دشمن

ابلیس، رسول اللہ ﷺ کا بچپن سے دشمن تھا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ اپنی عزت و عظمت کو گاہے گاہے ظاہر فرما دیتا تھا جسے آپ کے بڑے سے بڑے دشمن بھی اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے لیکن ابلیس بد بخت ایسا ضدی دشمن ہے کہ یہ رفعت شان جاننے کے باوجود اپنی ضد کا پکا ہے پھر باوجود یہ کہ سمجھتا ہے کہ اس کی شرارت سے عزت و عظمت میں کمی نہیں آئے گی لیکن عزت گھٹانے کے لئے اپنے طور زور لگاتا رہتا ہے چنانچہ تعمیر کعبہ کے بعد حجر اسود کی تنصیب کے وقت اس نے جو گل کھلائے وہ اس کی نبوت دشمنی کی واضح دلیل ہے۔

جب قریش تعمیر کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں حجرِ اسود نصب کرنا تھا تو ہر قبیلہ نے اپنا پتھر رکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور ہر ایک نے یہی چاہا کہ حجر اسود کے نصب کی سعادت سوائے اس کے کسی اور کو حاصل نہ ہو۔ اس سے سخت اختلاف اور جھگڑا پیدا ہو گیا یہاں تک کہ سب جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور بعض قبائل نے دستورِ عرب کے مطابق خون کا پیالہ بھرا اور اس میں انگلیاں ڈبو کر عہد کیا کہ ہم مرتے دم تک لڑیں گے۔

چار روز تک یہ کش مکش برابر جاری رہی پانچویں روز مسجدِ حرام میں اس خیال سے سب جمع ہوئے کہ شاید صلح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے ابو امیہ بن مغیرہ جو سب سے زیادہ عمر کا تھا اس نے رائے دی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہو وہی حکم قرار دے دیا جائے اور اس کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے۔ سب نے اس رائے کو منظور کر لیا۔ اور دوسرے روز ہر قبیلہ کے معزز آدمی موقع پر پہنچ کر دیکھنے لگے۔

خدا کی قدرت کہ سب سے پہلے مسجد میں داخل ہونے والے ہمارے نبی ﷺ ہی تھے۔ جب ان کی نظریں آپ کے چہرۂ انور پر پڑیں تو سب کے سب پکار اُٹھے۔

ھذا محمد ھذا الامین قد رضینا بہ (شفا شریف صفحہ ۷۸)

یہ تو محمد ﷺ ہیں یہ تو امین ہیں (ان کے فیصلے پر) ہم سب راضی ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے حالات کا جائزہ لے کر ایسی بہترین تدبیر فرمائی کہ سب کے سب خوش بھی ہوگئے اور ایک بہت بڑے جھگڑے کا خاتمہ بھی ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تمام قبائل اپنا اپنا ایک سردار منتخب کرلیں ۔ جب انہوں نے انتخاب کرلیا تو آپ نے ایک چادر بچھا کر حجرِ اسود کو اٹھا کر اس میں رکھ دیا اور ان منتخب سرداروں سے فرمایا کہ چاروں طرف سے چادر کے کونے اور کنارے تھام کر اُوپر اٹھائیں جب چادر مقامِ نصب کے برابر آگئی تو آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حجرِ اسود کو اُٹھا کر نصب فرمادیا اور پھر تعمیر ہونے لگی۔

علامہ سُہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تمام لوگوں نے آپ پر اظہار رضامندی کیا تو شیطان جو کہ شیخ نجدی کی صورت میں ان کے ساتھ تھا چِلّایا اور بولا۔ اے قریشیو! تم محمد (ﷺ) پر راضی ہوگئے جو ایک غلام اور یتیم ہے کہ وہ اس پتھر کو رکھے حالانکہ تمہارے بڑے لوگ اس کام کے مستحق موجود ہیں قریب تھا کہ اس کی شرارت سے شور وغل ہوجاتا مگر وہ خاموش رہے۔ (زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۰۵ طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۱۴۶)

اسباق عبرت

(۱) ابلیس نے ایک تو اس وقت شیخ نجدی کی صورت اختیار کی، کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ نبوت دشمنی نجدیت کو سجتی ہے (۲) دشمنانِ مصطفٰے ﷺ نے نجدی صورت کو دیکھ کر اجنبیت محسوس نہ کی بلکہ اس کی شمولیت کو راحت محسوس کیا تبھی تو ہم کہتے ہیں:

؎ کند ہم جنس باہم جنس پرواز

مشرکینِ مکہ دُشمنیٔ مصطفٰے میں شیخ نجدی کی رفاقت کو بہترین معاونت سمجھتے تھے تبھی تو اس کی شرارت کو اہمیت دے کر بعض نے معاملہ کو گڑ بڑ کرنا چاہا لیکن چونکہ قدرتِ ایزدی کو منظور نہ تھا اسی لئے معاملہ فرو ہوگیا (۳) اس وقت مکہ مکرمہ میں دشمنانِ نبی ﷺ بے خبری میں مصطفٰے کریم ﷺ کو ایک بہت بڑا اعزاز پیش کررہے تھے لیکن ابلیس کو معلوم تھا کہ وہی محبوبِ خدا ﷺ ہیں جن کو قدرتِ قادر نے کئی خوبیوں سے نوازا ہے اسی لئے اسے یہ اعزاز نہ بھایا، یک لخت چونکا اگرچہ جانتا تھا کہ میری دال نہیں گلے گی لیکن آواز تو اٹھائی۔ ایسے ہی دشمنانِ مصطفٰے کی ہر دور میں عادت رہی اور رہے گی مثلاً ہمارے دور میں رسول اللہ ﷺ کے میلادِ پاک اور 12 ربیع

الاول شریف کوجلوس نکالنے میں عوام سے حکومت تک اس سعادت سے سرشار ہے اورمخالفین کو یقین ہے کہ ہماری کوئی نہیں سنے گا لیکن پھر بھی بے تکے بیانات اخبارات میں پھر بصورتِ اشتہارات ورسائل شائع کرتے ہیں لیکن اس طرح منہ کی کھانی پڑتی ہے جیسے ابلیس کو تنصیبِ حجرِ اسود کے وقت (۴) بات تو بظاہر صحیح اورٹھیک کہی کہ واقعی رسول اللہ ﷺ اس وقت بچے اور دریتیم تھے اور واقعی قریش میں اس وقت ان کی نظروں میں بڑی قدآور شخصیات موجود تھیں لیکن بظاہر کچھ کہہ دیا لیکن اندرونِ خانہ رسول اللہ ﷺ کے اعزاز واکرام کوٹھیس پہنچانا تھا جیسے مخالفینِ مصطفیٰ ﷺ کی عادت رہی اور ہے کہ دل میں کچھ لیکن زبان سے کچھ۔ تفصیل آتی ہے (ان شاء اللہ) (۵) اس کا ہر دشمنی کے موقعہ پرنجدی کی شکل بن کر آنے میں کوئی راز تو ہے ورنہ اسے تو سوائے انبیاء علیہم السلام اور کاملین اولیاء کے ہر شخص کی صورت میں آنے کا اختیار حاصل ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ نجدی کے دل میں ہے کوئی کالا کالا۔

اعجوبہ

تفسیر ثعلبی میں تو لکھا کہ جب ''اھبطوا''اتر جاؤ کا حکم ہوا آدم علیہ السلام سراندیپ (ہند) میں اورحواء رضی اللہ عنہا جدہ میں اور ابلیس ریلہ میں اور سانپ ایلہ میں، لیکن تاریخ جعفر طبری میں ابلیس کا ہبوط سندھ بالخصوص ملتان میں لکھا اوّلاً یہ قول غیر معتبر ہے اس لئے کہ کہاں ثعلبی کہاں طبری کیونکہ ثعلبی اعاظم مفسرین واکابر مؤرخین سے ہیں اورانھوں نے کیونکہ اپنی تفسیر میں بے اصل اقوال لانے سے احتراز کا التزام فرمایا ہے اسی لئے اکثر اہل تفاسیر نے ثعلبی کا اتباع کیا ہے بالفرض جعفر طبری کا قول مان لیا جائے تو اس کا مطلب بھی ظاہر ہے کہ اس سے کب لازم آتا ہے کہ تمام اہل سندھ اور اہل ملتان اشرار ہیں جیسے سراندیپ میں سیدنا آدم علیہ السلام کے ہبوط سے تمام سراندیپی ابرار وصالحین ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

بقول طبری سندھ بالخصوص ملتان کا قول مان لیا جائے تو بھی ہم حق بجانب ہیں کہ اہلِ ملتان کواوراس کے وابستگان کواللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام بھی بہ نسبت دوسرے خطوں کے بکثرت عطا فرمائے کہ صرف شہرملتان میں سوا لاکھ سے زائد اولیائے کاملین مدفون ہیں پھر اوچ شریف میں اولیاء کرام کی مرکزیت مسلّم ہے۔اس کے ساتھ ریاست بہاول پور کے مشائخ واولیائے کرام کی اولیاء آبادی کسی کو معلوم نہیں۔سندھ میں ٹھٹھ سے لے کر

سکھر تک نگاہ ڈالئے کہاں سے کہاں تک اولیائے کرام کی کثرت محسوس ہوتی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ شیطان کی شرارتوں سے بچنے کا واحد حل اولیائے کرام سے وابستگی ہے ورنہ شیطان اسی ریوڑ کو گمراہی کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے جو اولیاء کرام کے دامن سے وابستہ نہیں ہوتا۔

شیطان کی رسول دشمنی کی جدوجھد

جب حضور اکرم ﷺ انصار سے مدینہ طیبہ کی ہجرت کا معاہدہ منیٰ میں فرما رہے تھے تو ایک شیطان پہاڑ کی چوٹی سے یہ نظارہ دیکھ کر چیخا اور اہلِ مکہ کو پکار کر کہا کہ لوگو! محمد (ﷺ) اور اس کے فرقہ کے لوگ تم سے لڑائی کے مشورے کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پرواہ نہ کرو۔ (رحمۃ اللعلمین صفحہ ۹۰)

شیطان کی شرارت

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے کہ پہاڑوں سے آواز آئی لوگو! محمد (ﷺ) پر چڑھائی کر دو۔ حضور سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کے لشکر کا ایک شیطان ہے اور جو شیطان کسی نبی پر چڑھائی کرنے کا اعلان کرتا ہے وہ ضرور مارا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے ایک غلام جن نے جس کا نام سمحج تھا اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے، نے شیطان کو مار ڈالا ہے چنانچہ پھر ہمیں پہاڑ سے آواز آئی ''نحن قتلنا مسعراً'' (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۱۹۱) ہم نے مسعر کو قتل کر ڈالا۔

فائدہ : شیطان نبوت دشمنی میں اپنا بہت بڑا لشکر رکھتا ہے تو بفضلہٖ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے عُشاق اور خدام بھی ان کی سرکوبی کے لئے موجود ہوتے ہیں چنانچہ اس قاعدہ کو ہر دور پر منطبق کرینگے تو سو فیصد صحیح پائیں گے۔ آج بھی اس کی آزمائش کر سکتے ہیں کہ جہاں بھی نبوت کی گستاخی اور بے ادبی کی معمولی بدبو اُٹھتی ہے تو غلامانِ مصطفٰے ﷺ کٹ مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

ابلیس کی نبوت دشمنی

قرآن نے ثابت کر دکھلایا کہ ابلیس آدم اور آدم زاد کا تا قیامت ان کی شان گھٹانے کے درپے رہے گا۔ ہم چند نمونے عرض کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ شیطان اپنی عادت پر انبیائے عظام و الیائے کرام پر حملہ کرنے سے باز نہیں آتا لیکن انبیائے عظام معصوم اور اولیاء کرام محفوظ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' ان عبادی لیس

لك عليهم من سلطان ‘‘بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی غلبہ نہ ہوگا۔

بلکہ شیطان نے خود اعتراف کیا کہ ’’لاغوينهم اجمعين الاعبادك منهم المخلصين ‘‘میں ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔

اور روح البیان جلد ۱، صفحہ ۴ میں ہے کہ حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شیطان کو دیکھ کر ڈنڈا لے کر مارنے کے لئے دوڑے۔ شیطان نے عرض کی اے ابوسعید! میں ڈنڈوں سے نہیں ڈرتا ہاں اگر ڈرتا ہوں تو عارفین باللہ کے دل کے عرفان کی شعاع سے ڈرتا ہوں جو ایک سورج کی مانند ہے۔

فائدہ : گویا انبیاء واولیاء پر حملہ کرنے سے اپنی ہار مان گیا لیکن اس بد بخت برادری کو کہا جائے کہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی انبیاء واولیاء کی توہین اور گستاخی اور بے ادبی ہے تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ لوگ ابلیس لعین سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے۔ آئندہ اوراق میں چند نمونے ابلیس کی انبیاء واولیاء دشمنی کے پیش کر کے اس کے عقائد اور کارنامے عرض کروں گا۔

ابلیس کی نبوت دشمنی کے نمونے

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی فضیلت ’’فلماانبأهم باسمائهم ‘‘ثابت فرمائی تو آخر میں فرمایا’’واعلم ماتبدون وما كنتم تكتمون ‘‘(پارہ نمبر ۱، رکوع ۴) جانتا ہوں وہ جو ظاہر کرتے ہو اور وہ جو تھے چھپاتے‘‘۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ فرشتوں کا ظاہری بات کہنا تو وہی جو پہلی میں مذکور ہوا یعنی ’’اتجعل فيها من يفسد فيها ‘‘اور چھپی ہوئی بات سے ابلیس کا دلی ارادہ مراد ہے وہ یہی تھا جو مواہب الرحمٰن مع ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۵ (مخالفین کی تفسیر معتبر ومستند) میں ہے کہ بس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے قالب کو پاکیزہ طین (مٹی) سے بنایا اور اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور یہ قالبِ خاکی چالیس دن تک پڑا رہا اور اس درمیان میں ابلیس اس قالبِ خاکی کے پاس آکر اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتا تو اس میں سے کھنکھناہٹ ہوتی، پھر ابلیس اس قالب کے منہ سے گھستا اور اسفل سے نکلتا اور اسفل کی جانب سے گھستا اور منہ کی جانب سے نکلتا تھا اور کہتا کہ تو کچھ چیز نہیں اور نا کارہ پیدا ہوا اور اگر میں تجھ پر مسلط ہوا تو میں تجھ کو تباہ کردوں گا اور اگر تو مجھ پر سردار بنایا گیا تو میں ہرگز تیرا کہنا نہیں مانوں گا الخ۔

فائدہ : گویا ابلیس نے ابتدا ہی ٹھان لیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے محبوب اور خلیفہ سے دشمنی کرے گا۔ یہی

طریقہ اور وطیرہ آج ہمارے حریفوں کا ہے جیسے تمام اہل اسلام نے اخبارات میں پڑھا اور ان کی تقریریں سنیں، تحریریں وتصانیف پڑھیں، عرب شریف میں جا کر دیکھیں ان کا عزم ہے کہ اگر حکومت مل جائے تو سب سے پہلے اولیائے کرام کے مزارات کو مسمار کریں گے۔

اس سے ناظرین سوچیں کہ ابلیس کے کارناموں سے انہیں دلچسپی کیوں، ورنہ وہ ان عزائم کے بجائے یہ ظاہر کرتے کہ اگر ہم برسرِ اقتدار آ گئے تو دنیا سے تمام برائیوں کا قلع قمع کر دیں گے۔

گستاخ ابلیس

خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا مبارک تیار فرمایا تو فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے اس پتلے مبارک کی زیارت کرتے تھے مگر شیطان لعین حسد کی آگ میں جل بھن گیا اور ایک مرتبہ اس مردود نے بغض اور کینے میں آ کر حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے مبارک پر تھوک دیا یہ تھوک حضرت آدم علیہ السلام کی ناف مبارک کے مقام پر پڑی۔

نبوت کا گستاخ ابلیس

"فسجد و" کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا جس کا ابلیس نے انکار کیا جب ملائکہ سجدہ میں گرے تو ابلیس نے آدم علیہ السلام سے منہ پھیر کر پیٹھ کر لی۔ یہاں تک کہ وہ سجدہ سے فارغ ہوئے اور سجدہ میں ایک سَو سال تک پڑے رہے۔ بعض روایات میں پانچ سو(500) سال آیا ہے۔ جب انہوں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو ابلیس کھڑا ہے۔ بلکہ آدم علیہ السلام کو پیٹھ کر کے کھڑا فرشتوں کو دیکھ رہا ہے اسی لئے فرشتے دوبارہ سجدہ میں گرے۔ اُن کے لئے دو سجدے ہو گئے۔ ایک آدم علیہ السلام کے لئے، دوسرا اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس کی صِفت، حالت، صورت، ہیئت، نعمت سب کچھ چھین لیا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا جسم خنزیر کی شکل میں چہرہ بندر کی طرح کر دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے حسین وجمیل تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعد میں شیطان کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے۔ میں تیری توبہ قبول کر کے تیرے گناہ معاف کر دونگا۔ شیطان نے عرض کی جب میں اس کے جسم کو ساجد نہ ہوا تو پھر اس کی قبر اور میت کو کس طرح سجدہ کروں۔

حدیث شریف

میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کو قیامت میں ہزاروں سال کے بعد دوزخ سے باہر نکال کر آدم علیہ السلام کے سامنے کھڑا کر کے سجدہ کا حکم فرمائے گا ابلیس سجدہ سے انکار کرے گا، پھر اُسے دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہنے کا حکم کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسے ہوا کہ اس نے انکار کردیا تو وہ دائماً دوزخ میں رہے گا۔(روح البیان)

ابلیس کی یوسف علیہ السلام کے ساتھ دشمنی

تیسیر میں ہے کہ جب بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے متعلق مشورہ کیا تو شیطان بوڑھا پریشان حال بن کر اخوۃ یوسف کے ہاں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ یوسف علیہ السلام کا خیال ہے اب وہ بڑا ہو گا تو وہ تمہیں اپنا غلام بنائے گا۔ بھائیوں نے کہا تو فرمایئے بابا اس کے متعلق کیا کیا جائے۔ شیطان نے کہا ”اقتلوا یوسف “ یوسف علیہ السلام کو قتل کردو،”او اطرحوہ ارضا“ یا اسے ڈال دو ایسی اندھیری اور غیر معروف میں جو آبادیوں سے دور ہو تا کہ اس میں ہلاک ہو یا ایسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں درندے کھا جائیں (قرآن مع روح البیان سورۃ یوسف)

فائدہ : شیطان کو معلوم تھا کہ یوسف (علیہ السلام) کا اس کاروائی سے کچھ نہ بگڑے گا لیکن عادت سے مجبور تھا ان کی شہادت یا ہلاکت کا مشورہ دے ہی دیا۔اس طرح ہم اپنے زمانہ کے بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ شانِ نبوت وولایت کے معمولات نہ بند ہونے کے ہیں نہ بند ہو سکتے ہیں لیکن عادت کی مجبوری پر اپنی دل کی بھڑاس نکال ہی دیں گے مثلاً چند سالوں کی بات ہے کہ نجدیوں کے ایک گروہ نے گنبد خضراء کو گرانے کا مشورہ دیا جس پر عالم اسلام کے احتجاج پر نجدی حکومت کو معذرت کرنی پڑی اور عید میلاد النبی ﷺ کے سالانہ جلوس کے متعلق حکام سے لے کر عوام تک کی وابستگی سے متاثر ہو کر وہابی، دیوبندی، مودودی وغیرہم فرقے کیسی فریادیں کرتے ہیں۔ یہ اسی ابلیسی خباثت کا کرشمہ ہے۔

ابلیس غالی توحیدی

ابلیس تا حال اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا قائل ہے اور توحید پر اتنا ثابت قدم ہے کہ وہ قیامت میں بھی دوزخ میں رہنا قبول کرلے گا لیکن غیرُ اللہ کی تعظیم یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا گوارہ نہیں اس سے بڑھ کر توحید کے عقیدہ پر تصلّب ومضبوطی اور کیا ہو سکتی ہے۔

فائدہ : یادرکھئے کہ شیطان (ابلیس) کواللہ تعالیٰ نے فرمایاوہ جوتیری تابعداری کرے گااسے اور تجھے جہنم میں داخل کرونگا۔ یہ فرماکرواضح کردیا کہ شیطان کی برادری جہنم میں ضرور جائیگی اوراس سے اس کی ذاتی غلطیاں یعنی عقائدمراد ہیں اوراس کے ساتھ شریک لوگوں کوبھی جہنم نصیب ہوگی۔تو ان کے بدعقیدوں سے ورنہ ظاہر ہے کہ شیطان زانی نہیں، چورنہیں، ڈاکونہیں، اورنہ ہی دوسری عملی غلط کاریوں میں مبتلا ہے بلکہ وہ تو اعمال صالحہ کے لحاظ سے تاحال ویسے پابند ہے جیسے پہلے تھا۔اورتوحید میں رئیس الموحدین ہے یہاں تک کہ اب اس کا نام پوچھنا ممکن ہوتو عزازیل (بمعنی عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ) نام بتائیگا۔ابلیس، شیطان، رجیم وغیرہ نہیں بتائے گا کیونکہ جتنا اسے صرف توحید میں انہاک ہے کوئی اوراس کا ہم پلّہ نہیں ہوسکتا اسے ہم توحیدِ ابلیسی سے تعبیر کرتے ہیں۔

شیطان شیخ نجدی کی شکل میں

تمام کتبِ حدیث وسیرۃ وتاریخ باب ہجرۃ النبی ﷺ میں لکھتے چلے آئے اورہم سب پڑھتے آئے اور پڑھتے رہیں گے کہ شیطان کونجدیوں سے کتنا پیار ہے کہ وہ جب بھی انسانوں کے بھیس میں آیا تو نجدی شیخ بن کر آیا۔ہم اصل عربی لکھتے ہیں تاکہ ناظرین کویقین ہوکہ ابلیس کی برادری دنیا میں کہاں ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال لما اجمعوا لذالك اتعدواان ید خلو افی دار الندوۃ لیتشاورروافیھا فی امر رسول اللّٰہ ﷺ غدوافی الیوم الذی اتعدوا لہ وکان ذالك الیوم یسمٰی یوم الزحمۃ فاعترضھم ابلیس لعنۃ اللّٰہ فی ھیئۃ شیخ جلیل علیہ بت لہ فوقف علی باب الدار فلما رأوہ واقفا علی بابھا قالوامن الشیخ قال شیخ من اھل نجد سمع بالذی اتعدتم لہ فحضر معکم یسمع ماتقولون وعسیٰ ان لایعدمکم منہ رایا ونفحا قالوا اجل فادخل فد خل معھم لعنۃ اللّٰہ علیہ ۔(سیرۃ ابن ہشام جلد۲صفحہ۹۳،تاریخ طبری جلد۲صفحہ۹۸،البدایہ والنہایہ جلد۳صفحہ۲۰۵)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جب کفارِ مکّہ نے اجتماع کیا اوردارالندوہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوئے تاکہ دارالندوہ میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق مشورہ کریں، صبح صبح ہی تیاری کرکے آئے اوراس دن کا یوم زحمۃ نام رکھا

گیا تو ابلیس لعنت اللہ علیہ ایک بھاری چادر اوڑھ کر شیخ نجدی کی شکل میں آکر دروازے پر کھڑا ہوگیا ،دیکھا تو پوچھا آپ کون ہیں، کہا میں شیخ نجدی ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مشورہ کررہے ہو میں بھی اس میں شامل ہونا چاہتا ہوں تاکہ کوئی مفید مشورہ دے سکوں، ممکن ہے تم اس میں کوئی غلطی نہ کھا جاؤ۔ سب نے کہا خوب، آیئے تشریف لایئے ،اس پر وہ لعنتی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

درسِ عبرت: کہاں مکہ معظّمہ کہاں نجد، لیکن جب آپس میں عشق و محبت ہو تو دوریاں ہٹ جاتی ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کفارِ مکہ نبوت دشمنی میں شیطان نجدی کے بہت گہرے دوست تھے تبھی تو نام سن کر فوراً اھلاً و سہلاً خوش آمدید کہا۔

ابو جھل کو ابلیس کی شاباش

جب دارالندوہ (مکہ شریف) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں کفارِ مکہ نے مجلسِ شوریٰ میں مختلف آراء قائم کیں تو:

فقال ابوجهل بن هشام والله ان لی فيه لرأيا ماارا كم وقعتم عليه بعد و قالوا اماهويااباالحكم ؟ قال اری ان ناخذ من كل قبيلة شابافتی جليداً نسيباًوسطاً فينا ثم نعطی كل فتی منهم سيفاصار ما ثم يعمدوا اليه فيضر بوه بها ضربة رجل فيقتلوه فتستريح منه فانهم اذا فعلوا ذالك تفرق دمه فی القبائل جميعا فلم يقدر بنوعبدمناف علیٰ حرب قومهم جميعا فرضوا منا با العقل فعقلنا لهم قال بقول الشيخ النجدی القول ماقال الرجل هذالرأی لارأی غيره فتفرق القوم علی ذالك وهم مجمعون له ۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد۲ صفحہ۹۶ تاریخ طبری جلد۲ صفحہ۹۹)

ترجمہ: ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق میری ایک رائے ہے جہاں تک تم ابھی نہیں پہنچے، سب نے کہا ارشاد فرمایئے وہ کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے ہے کہ ہر قبیلے سے ایک ایک جوان ''زبردست'' خاندانی اور ہم سے بہترین نکلے اور ہر جوان کے ہاتھ میں تیز دھار تلوار ہم دے دیں پھر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک ہی بار میں جھپٹ پڑیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردیں تو

اس سے بے غم ہو جاؤ گے اور تمام قبائل میں اُس کا خون پھیلایا جائے بنوعبد مناف کو تمام قوم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں صرف قید کو ہی پسند کریں گے ہم تسلیم کرلیں گے۔

نبوت دشمنی کا مرکز

شیطان ابلیس جب سے پیدا ہوا تو اس نے نہ کہیں کوٹھی بنوائی نہ بنگلہ اور نہ ہی کسی خاص جگہ کو مرکز بنایا لیکن ہمارے رسول کریم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں اس نے اپنا خصوصی مرکز نجد کو منتخب کیا جس کی نشاندہی رسولِ خدا ﷺ نے خود فرمائی۔ مشکوٰۃ جلد دوم باب ذکر الیمن والشام اور بخاری صفحہ ۲۲۷ میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دریائے رحمتِ مصطفےٰ ﷺ جوش میں ہے، بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی جارہی ہے "اللهم بارك لنا في شامنا۔" اے اللہ ہمارے لئے سارے شام میں برکت دے۔ "اللهم بارك لنا في يمننا ۔" اے اللہ ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کی "ونجدنا يارسول الله" دعا فرمائیں کہ ہمارے نجد میں برکت دے۔ پھر حضور ﷺ نے وہی دعا فرمائی۔ شام اور یمن کا ذکر فرمایا۔ مگر نجد کا نام نہ فرمایا۔ انہوں نے پھر توجہ دلائی کہ "وفي نجدنا" حضور یہ بھی دعا فرمائیں کہ نجد میں برکت ہو۔ غرض تین بار یمن اور شام کے لئے دعائیں فرمائیں۔ بار بار توجہ دلانے پر نجد کو دعا نہ فرمائی بلکہ آخر میں فرمایا "هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطن" میں اس ازلی محروم خطّہ کو دعا کس طرح فرماؤں وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کی نگاہِ پاک میں دجّال کے فتنہ کے بعد نجد کا فتنہ تھا جس کی آپ نے اس طرح خبر دے دی۔

فائدہ : اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ نجد خیر و برکت کی جگہ نہیں بلکہ فتنہ و شر کی جگہ ہے کیونکہ امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس خطہ کو اپنی دعائے خیر سے محروم فرمادیا اور ہمیشہ کے لئے اس خطہ کی محرومی پر مہر ثبت ہوگئی۔

نجدی کس کا لقب

اسی لئے شیطان نے ہر اہم شرارت اور نبوت دشمنی میں شیخ نجدی کا رُوپ دھارا اسی وجہ سے اس کا لقب شیخ نجدی پڑ گیا ہے، چنانچہ غیاث اللغات صفحہ ۳۹۳ میں ہے کہ "نجدی لقب شیطان است" شیخ نجدی شیطان کا

لقب ہے۔

لطیفہ

یہ لقب محمد بن عبدالوہاب اور اس کی آل اور اس کے مرکزی پیروکاروں کے لئے آج بھی جزولا ینفک ہے مثلاً شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ ابن السبیل، شیخ فلاں بن فلاں وغیرہ۔ یہ لقب نجدیوں کے لئے ہے غیروں کے لئے نہیں ہے۔

نوٹ: اس نبوی دعا سے محرومی اور غیبی خبر (وہاں زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا سینگ ابھرے گا) کی تفصیل فقیر کی کتاب ''وہابی دیوبندی کی نشانی'' میں ملاحظہ ہو۔

قرآنی فیصلہ

ان الشیطٰن ینزغ بینھم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبیناط۔

الم اعھد الیکم یابنی آدم ان لاتعبدو االشیطان۔

ان الشیطان للانسان عدومبین۔ (پارہ نمبر۱۲ سورہ یوسف)

انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم ولقد اضل منکم جبلا کثیرا۔ (پارہ نمبر۲۳ سورہ یٰسین)

ان آیات کے علاوہ دیگر آیاتِ قرآنی کی تصریح بتاتی ہے کہ شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان اس کے ساتھ جہنم میں جائے اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہے اور ظاہر ہے کہ دائماً جہنم میں گنہگار کو نہیں رہنا۔ کافر اور بے ایمان کو رہنا ہے کیونکہ گنہگار کے لئے شفاعتِ انبیاء واولیاء ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین نے سرے سے شفاعت کا انکار کر دیا تا کہ ابلیس کی حمایت ہو اسی لئے اس کے چیلے اعمال صالحہ کے لئے خوب سردھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں لیکن عقائدِ صحیحہ سے عوام کو ناواقف رکھتے ہیں بالخصوص انبیاء واولیاء کی عزت واحترام دل سے نکالنے کے لئے شب وروز منہمک ہیں اسی کو جہادِ اکبر سمجھتے ہیں چونکہ ابلیس کا اصلی مشن ہی انبیاء واولیاء سے دشمنی ہے اسی لئے اس کے چیلے تا قیامت اس کے اس مشن کو زندہ رکھنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہیں گے۔

کمالاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد وبغض

روح البیان پارہ ۱۵ آیت اسراء میں ہے کہ شب معراج کے سفر سے حضور نبی کریم ﷺ جوں ہی واپس تشریف لائے تو آسمان دنیا سے نیچے دیکھا تو شور وغل دھواں اور سخت آوازیں سنائی دیتی ہیں۔آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ یہ شیاطین کی شرارت ہے،صرف اس غرض پر کہ انسان (آپ ﷺ) ملکوتُ السمٰوات کو نہ دیکھ سکیں۔اگران کی مذکورہ شرارت نہ ہوتی تو تمام انسان آسمانوں کے عجائبات کو دیکھ لیتے۔

چیلے

ابلیس وشیاطین رسول اکرم ﷺ کے کمالات سے کتنا ناراض ہے اورانہیں چُھپانے کے لئے کتنا جتن کرتا ہے یہاں تک کہ لعنتی بننا منظور اوردوزخ میں ہمیشہ رہنا گوارہ کرلیا لیکن ایک نبی (آدم علیہ السلام) کی تعظیم وتکریم کا اعتراف نہ کیا۔یہی کیفیت ہمارے دور کے بعض لوگوں کی ہے کہ ان کے پڑوس میں لاکھوں برائیاں ہوتی رہیں گی کبھی ٹس سے مس نہ ہوں گے لیکن کسی غریب سے نعت خوانی یا ”الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ “ کی آواز سن لیں تو پھراس کی خیر نہیں۔ایسا طوفان بپا کریں گے کہ گویا بہت بڑے جہاد میں اترے ہیں یہاں تک کہ جیل میں جانا منظور کرلیں گے لیکن مجلس نعت خوانی اور محفلِ میلاد قائم نہیں ہونے دیں گے اورنہ ہی درود مذکور سننا گوارہ ہے اگرچہ ہزاروں اذیتیں برداشت کرنی پڑیں۔

وسیلہ کاانکار

آدم علیہ السلام کوابلیس کے سجدہ نہ کرنے کی علت نبی علیہ السلام کووسیلہ نہ ماننے پر مبنی تھا،چنانچہ بیضاوی شریف پارہ اوّل میں ”باستقباحه امر الله اياه بالسجود اعتقاداًبانه افضل منه والا فضل لايحسن ان يؤمر بالشخضع للمفضول والتوسل كمااشعربه قوله انا خير منه “

یعنی ابلیس کاانکارازسجدہ کا سبب اللہ تعالیٰ کوقبیح سمجھنے کی وجہ سے تھا۔کیونکہ ابلیس کاعقیدہ تھا کہ وہ افضل ہے اورافضل نہ تومفضول کے سامنے عجز ونیاز کا اظہار کرے اورنہ ہی اسے وسیلہ بنائے۔

ازالۂ وھم

ابلیس کے لعنتی ہونے کا سبب ترک واجب یعنی سجدہ نہ کرنا بتانا خوارج کاعقیدہ ہے چنانچہ علامہ عبدالحکیم

سیالکوٹی حاشیہ بیضاوی صفحہ ۳۰۵ میں لکھتے ہیں (قولہ لا بھترک الواجب) کما زعم الخوارج متمکسین بھــذہ الآیۃ۔ ابلیس کا ترکِ واجب لعنتی ہونا اس کا استدلال آیت ھذا سے خوارج نے کیا یعنی خوارج کا عقیدہ ہے کہ ابلیس کا لعنتی ہونا آدم علیہ السلام کی ترکِ تعظیم سے نہیں بلکہ ترکِ واجب سے ہے ہم کہتے ہیں ترکِ واجب کا اصلی موجب کیا تھا وہی آدم علیہ السلام کی تعظیم وتکریم کے سجدہ سے انکار۔

سب سے پہلا وسیلہ کا منکر کون ؟

یقین فرمائیں کہ سب سے پہلا منکر از وسیلہ (انبیاء واولیاء) ابلیس ہے جیسا کہ قاضی بیضاوی کی تصریح سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو وسیلہ بنانے کا انکار ابلیس نے کیا تو آج جو لوگ وسیلۂ انبیاء واولیاء کو شرک اور حرام کہتے ہیں وہ کس کھاتے میں جائیں گے خود سوچیے، مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے خوارج کے مذہب کی نشاندہی کی ہے تو آج ہمارے دور کے فرقوں میں یہی انکار دیکھ کر کیوں نہ کہیں کہ یہی لوگ خوارج کا بقایا ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم اہلسنّت والجماعت انبیاء واولیاء کا وسیلہ مان کر ابلیس کی تلبیس سے اور خوارج کی شرارت سے محفوظ ہیں۔

انبیاء واولیاء کے وسیلہ کا منکر ابلیس

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو سریر سلطنت ملا اور انس وطیوران کے تابع کئے گئے تو حضرتِ عزت عزوجل میں عرض کی کہ شیطان کو بھی میرا مطیع کردیجئے، حکم ہوا کہ فتنۂ عالم ہے اس کو اپنے پاس مت بلایئے ورنہ تمہارے ملک داری میں خلل واقع ہوگا۔ لیکن حضرت نے باصرار یہی التجا کی۔ تو شیطان کو حکم ہوا کہ جاکر سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری کر۔ ناچار حاضر ہوا اور پایۂ تخت کے قریب بیٹھ کر رونے لگا۔ حضرت نے پوچھا روتا کیوں ہے؟ بولا کہ بھلا تھا یا برا ملعون تھا یا مرحوم مقہور تھا یا مردود۔ جیسا تھا اسی در کا بندہ تھا مگر اب فی الحقیقۃ میرے گلے میں طوقِ لعنت پڑ گیا اور سچ مُچ کا مردود ہوگیا کیونکہ غیر کا تابع کیا گیا۔

حضرت نے تسلّی دی کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ قیامت کے دن تمہیں بہشت میں ہمراہ لے چلوں گا۔ بھلا شیطان اس لالچ میں کب آتا تھا کہا واہ حضرت! ایسی بہشت کہ غیر کے توسل سے ملے ہزار دوزخ سے بڑھ کر عذابِ الٰہی اور جس دوزخ کے لئے خاص سرکاری (اللہ تعالیٰ) کا حکم ہوا اس پر ہزار بہشت قربان ہیں۔ (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۲۳۹)

فوائد : (۱) انبیاء علیہم السلام کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۲) شیطان توحید کے معاملہ میں اپنی نظیر آپ ہے کہ الٹا نبی علیہ السلام کی غلامی کو طوقِ لعنت سمجھتا ہے۔ (۳) انبیاء علیہم السلام کو غیر غیر کی رٹ لگانا شیطان کا طریقہ ہے۔ (۴) وسیلۂ انبیاء کا پہلا منکر شیطان ابلیس ہے۔

بقایا حکایت مذکورہ

تین دن تک شیطان روتا رہا آخر اس کی گریہ وزاری اور آہ وبیقراری نے اثر دکھایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم تھا کہ اپنے لئے قوتِ لایموت حاصل کریں چنانچہ زنبیل بافی کیا کرتے تھے۔ اب اس عرصے میں کوئی زنبیل نہ بکی اور حضرت کو روٹی کے لئے کچھ نصیب نہ ہوا تشویش ہوئی کہ اب کیونکر بسر کروں خزانہ سے کھانے کا حکم نہیں اور زنبیل سے دام نہیں اٹھتے۔ حکم ہوا کہ زنبیل کیسے بکے کیونکہ دلال تو تمہارے پاس مقید ہے، عرض کی الٰہی تو اس کو اپنے ہی پاس رکھ میں اس کی اطاعت سے باز آیا۔ غرض چوتھے دن اس دلاور پہلوان نے قید سے رہائی پائی اور اطرافِ جہاں میں پھر وہی دھوم مچائی۔ (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۲۳۹)

مزارات کی حاضری کا انکار

ایک دن موسیٰ علیہ السلام سے ابلیس (شیطان) ملا اور عرض کی اے موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول اور کلیم کے لقب سے نوازا، میں بھی اس کی مخلوق میں شامل ہوں۔ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا ہے اس کی توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ بارگاہِ الٰہی میں میری سفارش فرمایئے تاکہ میری توبہ قبول ہو جائے اور مجھے معافی نصیب ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اب ابلیس (شیطان) معافی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) میری ناراضگی آدم (علیہ السلام) کی وجہ سے ہے اس نے اسے سجدہ نہ کیا تو میں ناراض ہوگیا اب اگر وہ معافی چاہتا ہے تو آدم (علیہ السلام) کی قبر پر جائے اور اس کی قبر کو سجدہ کرے میں راضی ہو جاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو اللہ تعالیٰ کا پیام سنایا، شیطان نے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) رہنے دیجئے! میں نے جب آدم (علیہ السلام) کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تو اب ان کے مرنے کے بعد ان کی قبر پر جا کر سجدہ کروں یہ کبھی نہ ہوگا فلہٰذا مجھے ایسی معافی کی ضرورت نہیں۔ (روح البیان جلد ا صفحہ ۷۲)

حیاتِ انبیاء کا ابلیس کو انکار

حضرت ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے قرار پکڑا تو دیکھا کہ ابلیس کشتی

کے پچھلے حصّے پر ہے۔حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے بدبخت! تیری وجہ سے تو ساری قوم تباہ و برباد ہوئی تو خود زندہ بچ گیا۔ابلیس نے پوچھا میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بارگاہِ ربّ العزت میں سچّے دل سے تائب ہوجا۔عرض کی مجھے کون سا انکار ہے۔ اللہ سے اجازت لیجئے میں حاضر ہوں۔نوح علیہ السلام نے بارگاہِ حق میں التجا کی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے کہیے کہ وہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرلے میں اسے معاف کردوں گا۔نوح علیہ السلام نے شیطان سے کہا: تجھے مبارک ہو میں تیرے لئے معافی کا پیغام لایا ہوں۔شرط یہ ہے کہ تم مزارِ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو۔ابلیس لعین نے کہا: جب وہ زندہ تھے میں نے انہیں سجدہ نہ کیا۔اب مردہ کو کیسے سجدہ کروں۔

آدم علیہ السلام جیسے عالمِ دنیا میں زندہ تھے اوران کو سجدہ روا رکھا گیا ان کے وصال کے بعد بھی ان کے سجدے کا حکم ہوا۔اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے مزارات میں زندہ ہیں۔اسی طرح اولیاء کاملین بھی اپنے مزارات میں زندہ ہیں۔حضرت صائب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

؎ مشو بمرگ ز امداد اھل دل نومید
که خواب مردم آگاہ عین بیدار یست

ترجمہ: اہلِ دل اولیاء وانبیاء کی موت سے ناامید نہ ہو کیونکہ ان کی موت ظاہری اان کی عین حیات ہے۔

لیکن شیطان ملعون اس نکتہ سے بے خبر رہا کہ اس لئے حق کے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

صاحبِ رُوح البیان صفحہ نمبر ۱۳۷ جلد ۴ پر شیطان کے لئے اوپر کا قول نقل کرکے لکھتے ہیں:

مثله من ينكر الاولياء اوزيارة قبورهم والا ستمداد منهمo

ترجمہ: وہ لوگ جو اولیاء کے کمالات اوران کے مزارات کی زیارت اوران سے مدد مانگنے کے منکر ہیں شیطان کے چیلے ہیں۔

فوائد: (۱) وہابی اور بعض دیوبندی یعنی غلام خانی اسی جسمانی زندگی (انبیاء واولیاء) کے منکر ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ ابلیس ملعون کی پیروی کا ثبوت دے رہے ہیں۔(۲) محبوبانِ خدا کے مزارات کی حاضری عین مراد ایزدی ہے لیکن شیطان اس کا منکر ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے چیلے آج بھی مزارات کی حاضری سے محروم ہیں بلکہ حاضری دینے والوں کو مُشرک کہتے ہیں۔آزما کردیکھئے کہ سینکڑوں میل اپنے سرپر بستر اٹھا کر پہنچیں گے لیکن

دوقدم قریب کے مزار پر جانے سے کترائیں گے بلکہ ''لاتشدوالرجال'' (الحدیث) کی رٹ لگائیں گے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ انکا مزارات پر نہ جانا انکا مذہبی جذبہ ہے بلکہ یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے مقدس مقامات پر آنے نہیں دیتا۔ ورنہ وہ حدیث شریف ''الافزوروھا'' خبردار قبروں کی زیارت کرو۔ تو کبھی کبھار مزارات پر چلے جائیں تاکہ حدیث شریف پر عمل ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مزاراتِ اولیاء بہشت کی کیاریاں ہیں ''قبر المؤمن روضة من ریاض الجنة'' (مشکوٰۃ) ''مؤمن کی قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے''۔ تو جنت میں وہی داخل ہوسکتا ہے جو جنتی ہے جو اس کا اہل نہیں اسے اس کی خوشبو سونگھنا بھی نصیب نہ ہوگا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی شان بیان کرتے وقت لفظ ''الا'' (خبردار) فرمایا تاکہ یقین ہو کہ یہ مقدس گروہ ہے اس کے پاس پلید وخبیث کو خود اللہ تعالیٰ نہیں آنے دیتا۔ دیکھیئے ہم مسجد جیسی مقدس جگہ پر کُتّے کو نہیں آنے دیتے۔ اس لئے کہ وہ پلید ہے اسی سے سمجھ لیں کہ جس گروہ کو مزاراتِ اولیاء سے محرومی ہے وہ ازلی بدقسمت ہیں۔ اور ابلیس کے پیروکار۔

ازالۂ وھم

اوقاف کی طرف سے مُراعات کا سب کو معلوم ہے کہ مزارات پر ایسے محسوس ہوگا کہ یہ سات پشتوں سے مزارات کے مجاور ہیں لیکن ان کو منجانب اللہ سزا ہے کیونکہ ان کا فتویٰ ہے کہ مزارات کی آمدنی حرام اور ان پر جانا حرام۔ لیکن اب حال یہ ہے کہ ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا مزارات ہیں ان کی اولاد اسی خوراک سے پیدا ہوگی تو بقول ان کے غذا حرام تو اولاد کا کیا حکم ہے۔

حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو میرے کسی ولی کا دشمن ہے میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے''۔ اس معنی پر یہ ان کے لئے عذابِ الٰہی ہوا کہ حرام کا فتویٰ دے کر نہ صرف خود بلکہ تمام کنبہ مزارات کی آمدنی سے پال رہے ہیں بلکہ مزارات کی غذا سے رہتی دنیا تک ان کی نسل میں مزارات کی آمدنی کے اثرات پائے جائینگے۔

نیز دارومدار نیت پر ہے ان کا مزارات پر مجاور رہنا اور ان کی آمدنی ہڑپ کرنا تبرک اور نیک ارادہ کے طور نہیں بلکہ ''رام رام جپنا پرایا مال اپنا'' کے طور ہے۔

خلاصہ یہ کہ محبوبانِ خدا کے وسیلہ کو شرک اور حرام کہنا اسی ابلیس کی کارستانی ہے اور اس نے طوق لعنت پہنتے

وقت بڑی جرأت کر کے اللہ تعالیٰ کو کہہ دیا تھا کہ مجھے تیری ذات کی قسم ان آدم زادوں کو میں اپنا ہمنوا بنا کر چھوڑوں گا۔

حضرت مولانا محمد انوراللہ اتالیق نواب دکن اور خلیفہ اعظم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ: ”دین میں ادب کی نہایت ضرورت ہے اور جس کسی کی طبیعت میں گستاخی اور بے ادبی ہو ضرور ہے کہ اس کے دین میں کچھ نہ کچھ علت ہوگی۔ اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں گستاخانہ انا خیر منہ کہا اور ابدالآباد کے لئے مردودِ بارگاہِ کبریائی ٹھہرا اسی وقت سے آدمیوں کی عداوت اس کے دل میں جمی اور اُن کی خرابی کے درپے ہوا۔ ”کما قال و لا غوینهم اجمعین الآیه“ کئی اقسام کی تدابیر سوچیں مگر اس غرض کو پوری کرنے میں اس سے بہتر کون سی تدبیر ہوسکتی ہے جس کا تجربہ خود اُسی کی خواہش پر ہو چکا ہے یعنی دعویٰ انانیت اور ہمسری بزرگانِ دین۔ جب دیکھا کہ گستاخی اور بے ادبی کو مردود بنانے میں نہایت درجہ کا اثر اور کمال ہے اس لئے ”ان انتم الا بشر مثلنا “ کی عام تعلیم شروع کر دی۔ چنانچہ ہر زمانے کے کفّار انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں یہی کہا کئے اب اس کلام کو دیکھئے تو اس میں بھی وہی بات ہے جو انا خیر منہ میں تھی اور اگر کسی قدر فرق ہے تو وہ بھی بے موقع نہیں کیونکہ تابع و متبوع کی ہمتوں میں اتنا فرق ضرور ہے جس پر تفاوت درجات و درکات مرتب ہو۔ غرض کہ انبیاء علیہم السلام ہزار ہا معجزے دکھائیں مگر کفّار کے دلوں میں اُن کی عظمت اُس نے جمنے نہ دی۔ پھر جن لوگوں نے ان کی عظمت کو مان لیا اور مسلمان ہوئے اُن سے کس قدر اس کو مایوسی ہوئی۔ کیونکہ اُن سے تو وہ بیبا کی نہیں ہوسکتی تھی جو کفّار سے ظہور میں آئی یہاں اس فکر کی ضرورت ہوئی کہ وہ چیز دکھائی جائے جو دین میں بھی محمود ہو آخر یہ سوچا کہ راست گوئی کے پردہ میں یہ مطلب حاصل ہوسکتا ہے۔ بس یہاں سے دروازہ بے ادبی کا کھول دیا اب کیسی ہی ناشائستہ بات کیوں نہ ہو اس لباس میں آراستہ کر کے احمقوں کے فہم میں ڈال دیتا ہے اور کچھ ایسا بیوقوف بنا دیتا ہے کہ راست گوئی کی دُھن میں نہ ان کو کسی بزرگ کی حُرمت و توقیر کا خیال رہتا ہے نہ اپنے انجام کا اندیشہ۔ چنانچہ کسی بیوقوف نے خود آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آپ جو یہ مال بانٹتے ہیں اس میں عدل وانصاف نہیں کر رہے، تفصیل باب المنافقین میں ہے۔

نبی بشر ہے ابلیس نے کہا

سب سے پہلے نبی علیہ السلام کو بشر بشر کی رٹ شیطان (ابلیس) نے لگائی چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے

سوال کیا" قال یاابلیس مالك الاتکون مع الساجدین " اے ابلیس تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ جواب میں ابلیس نے کہا"لم اکن لاسجد بشر "میں بشر کو سجدہ نہیں کرتا۔(پارہ نمبر۱۴سورۃ الحجر ع۹)یعنی اس جملہ سے ابلیس کا ارادہ حضرت آدم علیہ السلام کی حقارت کا اظہار تھا۔ اور انہیں بجائے خلیفۃ اللہ الاعظم اور مسجود الملائکہ، نبی اللہ۔رسول اللہ کہنے کے وہ صفت بتائی جو ان کی کمی شان پر دلالت کرتی ہے۔یہی ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام بشر ہیں لیکن وہ محبوب اور رسول اور نبی وغیرہ بھی تو ہیں۔ان کو اس صفت سے بار بار ذکر کرنا جو عامی صفت ہے یہ عقیدہ ابلیسی ہے اس کی مزید تفصیل آئیگی۔ان شاء اللہ

ملائکہ نے دیکھا

آدم علیہ السلام کو بشر اور مٹی کا پتلا کہنے کا حق تھا کیونکہ انہوں نے اپنے ہاتھوں آدم علیہ السلام کا مجسمّہ تیار کیا اوران کے سامنے ہی آپ مٹی سے تیار ہوئے لیکن اس کے باوجود بلا چوں وچرا سجدہ میں گر گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی صرف آدم علیہ السلام کی بشریت پر نظر نہ تھی بلکہ ایک دوسری حقیقت کو دیکھا۔امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے لکھا کہ:الرابع ان الملائکۃ امروابالسجود لآدم لاجل ان نور محمد علیہ السلام فی جھۃ ادم(تفسیر کبیر جلد۲ صفحہ۳۰۲)فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا اس لئے حکم دیا گیا تھا کہ نورِ محمد ﷺ آدم کی پیشانی میں تھا۔

فائدہ : یہی وجہ ہے کہ ملائکہ کرام کی نظر نبی کے نور پر تھی۔وہ سجدہ میں گر گئے۔اور قربِ خداوندی حاصل کرلیا۔اور جس کی نظر نبی کی بشریت پر تھی۔وہ تکبّر کر کے ابلیس لعین ہوا۔اور ابدی لعنت کا طوق پہن لیا۔ حالانکہ نبی علیہ السلام کی بشریت کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ اختلاف اس امر میں ہے کہ کیا نبی علیہ السلام کی بشریت کو اپنی بشریت پر قیاس کر کے یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ ہم جیسے بشر تھے۔پس علماء اہلِ سنّت کا مسلک یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کو عام انسانوں کی بشریت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

شیطان کو نور نظر نہ آیا

لو ابصر الشیطان طلعۃ نورہ فی وجہ ادم فسجد قبل الملائکہ۔

ترجمہ: اگر شیطان چشم بصیرت سے نورِ محمدی ﷺ کو دیکھتا تو سب سے پہلے سجدہ کرتا۔(المواہب اللدنیہ)

انبیاء کو بشر کہنا ابلیس اور کافروں کا شیوہ ہے

قال لم اکن لاسجدلبشر (پارہ نمبر۱۴)

ترجمہ: ابلیس نے کہا میں تو بشر کو سجدہ کرنے کو تیار نہیں۔

ماھذاالا بشر مثلکم (پارہ نمبر۱۸ المومنون)

ترجمہ: کافروں نے کہا یہ (نبی) تو تمہارے جیسا بشر ہے۔

یقولون اطعتم بشر امثلکم (پارہ نمبر۱۸ المومنون)

ترجمہ: کافروں نے کہا اگر تم اپنے بشر (نبی) اطاعت کروگے۔

قالو اماانتم الابشر مثلنا (پارہ نمبر۲۲ یٰس)

ترجمہ: کافروں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر۔

ابشر یھدوننا فکفروا (پارہ۲۸ التغابن)

ترجمہ: کیا بشر ہماری رہبری کریں گے تو اس قول سے وہ کافر ہوئے۔

انؤمن لبشرین مثلنا (پارہ۱۸)

ترجمہ: فرعون نے کہا کیا ہم اپنے جیسے دو بشروں پر ایمان لائیں۔

یہ نمونہ کی آیات ابلیس سے لے کر حضور سرور عالم ﷺ کے ہمزمان مشرکوں کی ہیں۔ اور ہمارے دَور کے فرقوں سے پوچھئے تو وہ کیا کہتے ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی سے لے کر مولوی قاسم نانوتوی تک لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ بڑے بھائی ہیں، حضور ﷺ کی عزت و توقیر گاؤں کے چوہدری جیسی ہے، حضور ﷺ کو علمِ غیب نہیں، حضور علیہ السلام سے کئی غلطیاں سرزد ہوئی۔ (تقویۃ الایمان وغیرہ وغیرہ)

اور دیوبند کے قطب عالم مولوی گنگوہی نے لکھا کہ ''لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں ہے (فتاویٰ رشیدیہ)

تبصرہ اویسی

غالباً آیت قرآن ''وما ارسلنك الا رحمة للعلمين '' نظر سے نہیں گزری اور اگر گزری ہے تو کیا انکار آیت قرآن پر کوئی فتویٰ صادر ہوسکتا ہے یا نہیں، یہ وقت بتائیگا۔ (فانتظروا انی منعکم من المنتظرین)

یہ صرف نمونہ عرض کیا گیا ہے ان کی تفصیل مع تشریح کے لئے فقیر کی کتاب ''المسائل فی شرح مرأۃ الدلائل'' میں ہے۔

سوال: جب حضور ﷺ بشر ہیں تو پھر انہیں بشر کہنے میں حرج کیا ہے؟

جواب یہ قاعدہ، شرعی اصول میں سے ہے کہ کسی ایک شئے کا ہونا اور بات ہے پھر اس پر کسی شئے کا اطلاق نہ ہونا اور بات۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر شئے کا خالق ہے یہاں تک کہ خنزیر، کتّے، بلّے اور وہ تمام بری اشیاء جنہیں مخالف حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر کے متعلق لکھے ہیں۔

خود فرماتا ہے۔ ''اللّٰہ خالق کل شئی'' اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے۔ اور فرماتا ہے ''خلق کل شئی'' اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کو پیدا کیا۔ لیکن باوجود ایں ہمہ علم کلام کی کتب میں اللہ تعالیٰ کو خالق القاذورات کہنا جرم ہے۔ ''کماقال الملاعلی القاری'' اور خالق الخنزیر و خالق الکلاب کہنا بے ادبی و گستاخی۔ (کذا قال التھانوی فی البوادر النوادر)

نتیجہ نکلا کہ اجمالی طور تو کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے لیکن تفصیل کے وقت بری اشیاء کا نام لے کر کہنا بے ادبی، گستاخی اور کفر ہے اس طرح حضور ﷺ کو بشر مان لیں گے لیکن زبان پر نہ لائیں گے کہ یہ کلمہ گستاخوں نے استعمال کیا۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''نور و بشر'' میں ہے۔

ابلیس نور کا منکر

رسول خدا ﷺ کے نور مبارک کا سب سے پہلے ابلیس نے انکار کیا چنانچہ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو فرمایا کہ زمین سے ہر قسم کی سُرخ، سفید، سیاہ، کھاری، میٹھی، نرم، سخت، خشک، تر مٹی لاؤ۔ فرشتوں نے تعمیل کی۔ اسی مٹی سے پروردگارِ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کا خوبصورت پتلا بنایا اور اس میں اپنی رُوح پھونکی اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا نور ان کی پشت میں بطور امانت رکھا۔ جس کی وجہ سے ان کی پیشانی آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے لگی، چنانچہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وفی الخبر لما خلق اللّٰہ تعالیٰ اٰدم جعل اودع (ذلک النور) نورالمصطفیٰ فی ظھرہ فکان لشدتہ۔ (یلمع فی جبینہ) الخ'' (زرقانی علے المواہب جلد ا صفحہ ۴۹)

حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور مصطفےٰ ﷺ کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا تو وہ نور ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشتِ آدم میں ہونے کے پیشانی آدم سے چمکتا تھا۔

فائدہ : پشتِ آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے وہ لطیف اجزاءِ جسمیہ تھے جو انسانی پیدائش کے بعد اس کی ریڑھ کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزاءِ اصلیہ کہلائے جاتے ہیں نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ہر باپ کے صلب میں اس کی اولاد کے ایسے ہی لطیف اجزائے بدنیہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے منتقل ہوکر اس کی نسل کہلاتی ہے اولاد کے ان ہی اجزائے جسمیہ کا آباء کے اصلاب میں پایا جانا باپ بیٹے کے درمیان ولدیت اور ابنیت کے رشتہ کا سنگِ بنیاد اور سببِ اصلی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پُشت میں قیامت تک ہونے والی اولاد کے اجزائے اصلیہ رکھ دیئے۔ یہ اجزاء رُوح کے اجزا نہیں، کیونکہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے ایک سے زائد ایک بدن میں روح نورِ ذاتِ محمدی ﷺ کی شعاعیں تھیں۔

آدم علیہ السلام کو سجدہ کس لئے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان الملئکة امروا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد ﷺ کان فی جبهة آدم"(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۱۸ زیر اٰیت تِلْكَ الرُّسل)

کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی میں محمد ﷺ کا نورِ پاک تھا۔

فائدہ : معلوم ہوا کہ وہ تعظیم وتحیت درحقیقت نورِ محمدی ﷺ کی ہی تھی، چنانچہ تمام نوری فرشتے اس نورِ اعظم کی تعظیم کے لئے جھک گئے اور مقبول ہوگئے جو سب سے پہلے جھکا وہ سب کا سردار ہوگیا اس کے بعد درجہ بدرجہ ان کے درجات بلند ہوئے اور ابلیس انکار کرکے ملعون ومردود ہوگیا اور اس کا عابد وزاہد اور موحد ہونا، اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

یہاں یہ بات بھی نہایت قابلِ غور ہے کہ شیطان ہزاروں برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا مگر اس کا ملعون ومردود ہونا ظاہر نہیں ہوا اس کے ملعون ومردود ہونے کا اظہار حضور ﷺ کی تعظیم کے وقت ہوا۔ معلوم ہوا کہ علامتِ مقبولیت صرف عبادت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تعظیم مصطفےٰ ﷺ بھی ہے۔

دوسرا حوالہ

عارف کبیر سیدی ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں۔

عیسےٰ وادم

والصدور جمیعھم

ھم اعین ھو نورھا لما

ورد

آدم علیہ السلام سے لے کر عیسےٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء کرام گزر چکے ہیں وہ سب آنکھیں اور حضرت محمد ﷺ ان کا نور ہیں۔

انکار از تقلید

ففسق عن امر ربہ۔ اس نے اپنی گردن سے تقلید کی رسی دُور پھینک دی یعنی (غیر مقلد) ہو گیا۔ (روح البیان مع قرآن پارہ ١٦)

یہ پہلی کڑی ہے عدم تقلید کی جس کی بنیاد ابلیس نے رکھی اور اس کے مقتدیوں نے۔ اس پر مفصل تبصرہ فقیر کی تصنیف ''فضل المجید فی بحث التقلید'' میں دیکھئے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ملائکہ میں مقلد بنا کر رکھا تھا چنانچہ روح البیان کے اسی پارہ میں کچھ آگے چل کر لکھا ہے چونکہ ابلیس کو ضلالۃ واضلاع اور غوریۃ واغوء کے لئے پیدا کیا گیا تھا اس لئے اس کی تخلیق بھی نار سے ہوئی اور نار کی طبع استعلاء واستکبار ہے۔ اگر چہ پیدا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے ملائکہ کے ساتھ ملا دیا اسے ملائکہ کا لباس عنایت فرمایا اس لئے کہ اس کے افعال ملائکہ سے ملتے جلتے تھے لیکن وہ بھی تقلیداً نہ تحقیقاً۔ اسی لئے یہ بھی ملائکہ میں شمار ہونے لگا بعض نے کہا کہ یہ اس قوم سے تھا جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جب انکار کیا تو انہیں آگ سے جلا دیا گیا ان کے بعد انہیں پیدا کر کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم فرمایا سب نے

سجدہ کیا لیکن ابلیس نے اپنی پہلی برادری کی طرح سجدہ سے انکار کر دیا۔(روح البیان)

ابلیس کون تھا؟

تکملہ میں لکھا ہے کہ ابلیس اول الجن تھا باقی جنات اسی سے پیدا کئے گئے جیسے آدم علیہ السلام اول الانس ہیں کہ باقی تمام انسان انہی سے پیدا ہوئے ،بعض نے کہا کہ وہ قوم جن کا بقایا تھا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے جنّات کو پیدا کیا تھا چونکہ انہوں نے زمین پر خون ریزی اور فسادات برپا کئے انہیں ملائکہ کرام سے مٹا دیا گیا یہ ابلیس نیک تھا ان سے زندہ بچ کر رہ گیا۔(روح البیان)

ابلیس کی سج دھج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نافرمانی سے پہلے وہ فرشتوں میں تھا،عزازیل اس کا نام تھا زمین پر اس کی رہائش تھی اجتہاد و علم میں بہت بڑا تھا اسی وجہ سے دماغ میں رعونت تھی اس کا تعلق جِنات سے تھا اس کے چار پَر تھے جنت کا خزانچی تھا زمین و دنیا کا بادشاہ تھا۔(ابن کثیر)

سعد بن مسعود کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنّات کو جب مارا تب اسے قید کیا تھا اور آسمان پر لے گئے تھے وہاں عبادت کے لئے رہ پڑا۔(ابن کثیر)

اس کی تفصیل پہلے گذری ہے۔

ابلیس کو اجماع کا انکار

اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی چودھراہٹ یوں ظاہر کی کہ:

انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ۔(پارہ۲۳ سورہ صٓ)

ترجمہ: میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے تو نے آگ سے بنایا ہے اور آدم کو مٹی سے۔

فوائد : (۱)اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف اپنا نظریہ پیش کر کے لعنت و پھٹکار کو گلے کا ہار بنایا ہے۔ایسے ہی نبی علیہ السلام کی ظاہری حکمتوں کے خلاف لوگ اپنی مانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اگر اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں،باقی رہا عمل تو اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔(تحذیر الناس از قاسم نانوتوی)

(۲) شیطان کا یہاں پر سب سے بڑا جرم یہ ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو بہ نظر حقارت دیکھا تو مارا گیا

یہی وجہ ہے کہ جو آج نبوت کی کسی نسبت کی تحقیر کرتا ہے تو اسے قتل کر دینا واجب ہو جاتا ہے۔اس کی تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''با ادب با نصیب ،اور بے ادب بے نصیب'' کا مطالعہ کیجئے۔

(۳) ابلیس نے اپنے علم وعمل کے گھمنڈ میں اجماع کی مخالفت کی ،جب دیکھ رہا تھا کہ تمام نوری ،قدسی ، ملکوتی سر بسجود ہیں تو خود کو بہتر سمجھ کر سجدہ نہ کیا بلکہ اکڑا رہا یہی تو اجماع کا انکار ہے۔یہی ہم کہتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ کے بعد صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین وجملہ مجتہدین اور فقہاء ومشائخ اور اولیاء وعلماء تقلید کا درس ہے اور محبوبِ خدا ﷺ بلکہ جملہ محبوبان کبریا کے ادب وتعظیم اور مزارات کی حاضری کے قائل عامل رہے لیکن نئی پارٹیوں نے اجماع کو توڑ کر خود مجتہد بننے کی کوشش کی۔

ابلیس کا واویلا

مروی ہے کہ جب نور محمّد ﷺ حضرت عبداللہ سے سیدہ آمنہ کے بطن میں منتقل ہوا تو رُوئے زمین کے تمام بت اوندھے گر گئے اور تمام شیاطین اپنے کام سے دست کش ہو گئے ملائکہ نے تختِ ابلیس کو سرنگوں کر کے سمندر میں پھینک دیا اور چالیس روز تک اُسے سزا دیتے رہے۔آخر کار وہاں سے جبل بوقبیس پر آ کر اس طرح شور شیں اور فریاد وغوغا کرنے لگا کہ اس کی تمام ذریت جمع ہو گئی ،کہنے لگا تم پر سخت افسوس ہے کہ محمد ﷺ بن عبداللہ متولد ہو گئے۔یاد رکھو اس کے بعد لات وعزّیٰ اور تمام بتوں کی عبادت باطل ہو جائے گی۔اور دنیا نورِ توحید سے معمور ہو جائے گی اور اسی طرح عرب کے تمام قبائل اور قریش کے تمام کاھن اپنی صفت گاری (بُت پرستی) سے نادم وشرمندہ ہو گئے اور کہانت کا علم اُن سے سلب کر لیا گیا اسی رات زمین وآسمان سے یہ صدا آنے لگی کہ اس نبی آخرالزمان کی آمد کا وقت آ گیا ہے۔

ابلیس کی میلاد دشمنی

حضرت علامہ نورالدین حلبی المتوفی ۱۰۰۰ھ اپنی مشہور تصنیف سیرۃ حلبیہ جلد ا صفحہ ۶۵ میں لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابلیس غمگین وپریشان آواز سے رویا۔اور جب ارادۂ بد سے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونا چاہا تو جبریل علیہ السلام نے اسے ایسی ٹھوکر لگائی کہ وہ عدن میں جا گرا۔

فائدہ : آج کے دور میں مخالفین میلاد کا رونا آنسو بہانا ماہ ربیع الاوّل میں قابل دید ہوتا ہے کہ اخبارات ، اشتہارات ،رسائل ، پمفلٹ اور تقریروں سے زمین کو سر پر اٹھا لیتے ہیں وہاں ابلیس کو جبریل علیہ السلام نے دو

رپھینک مارا۔ یہاں ہر دَور کی حکومت نے ان کے ہر مطالبہ کو ان کے منہ پر مارا اوران شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت محبوبِ خدا، حبیبِ کبریا، شہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا اسی طرح رہیگا اور جلنے والے جلتے رہیں گے ۔

رہیگا یوں ہی انکا چرچا رہیگا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

سلام قیام کا دشمن ابلیس

''ابلیس کا روزنامچہ'' کے عنوان کے تحت ''نقاد'' کراچی بابت اپریل ۱۹۶۴ء میں درج ہے کہ خبر ملاحظہ فرمایئے:

کراچی میں جامع مسجد آرام باغ کی نئی ٹرسٹ کمیٹی کے صدر نے آج جمعۃ الوداع کے بعد نمازیوں کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے روک دیا جس پر نمازیوں میں زبردست اشتعال پیدا ہوگیا اور انہوں نے مسجد میں نئے صدر کی مرمت کرڈالی ۔معلوم ہوا کہ قیام مسجد کے وقت سے ہر سال جمعۃ الوداع کے مبارک موقعہ پر مسجد میں صلوٰۃ وسلام کا خصوصی اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔

اس خبر میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ قیام مسجد کے وقت سے سلام کا اہتمام ہورہا ہے۔ قیام اسلام یا ابتدائے اسلام کا ذکر نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ کے زمانہ میں کبھی کسی مسجد میں کسی الوداع کے موقعہ پر صلوٰۃ وسلام کا تذکرہ نہیں ملتا۔اب آرام باغ کی مسجد کے قیام سے یہ سلسلہ اگر شروع ہوا ہے تو بھیا! خدا کی قسم مجھے پتہ نہیں کیا قصہ ہے؟ قرآن اور حدیث میں تو میں نے بڑا تلاش کیا لیکن مجھ جیسے اندھے کو الوداع کے دن یا کسی بھی نماز کے وقت صلوٰۃ وسلام کا تذکرہ نہیں مِلا ۔ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ میں ابلیس ہوں۔اللہ میاں ☆1 مجھ سے خوش نہیں ہیں اس لئے یہ اہم مسائل مجھے اپنی کوتاہ بینی کے پیشِ نظر نظر ہی نہ آتے ہوں ۔اور کراچی کے لوگوں پر سب کچھ عیاں ہوگیا ہو۔

تبصرئہ نقّاد

''ابلیس کا یہ کہنا کہ اللہ میاں مجھ سے خوش نہیں ہیں اس لئے یہ اہم مسائل مجھے اپنی کوتاہ بینی کے باعث نظر ہی نہ آتے ہوں۔'' بالکل درست ہے، کیونکہ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسائل کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوئی اس لئے اسے اس کی ذریت کو قرآن وحدیث کے مسائل کا صحیح طور پر علم نہیں ہوسکتا......قرآن مجید کی شان میں

مولیٰ تعالیٰ جل مجدہٗ نے فرمایا"ھُدی للمتقین "یعنی قرآن کی ہدایات سے وہی منتفع ہوسکتا ہے جسے دولتِ ایمان حاصل ہو۔(تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۶)

ابلیس اپنی ذریت سمیت لاکھ ٹکریں مارے لیکن اسے صلوٰۃ وسلام کا جواز نہ قرآن میں نظر آئے نہ حدیث میں ۔اس کے برعکس اگر کوئی مسلمان پورے ادب واحترام کے ساتھ خدا تعالیٰ جل مجدہٗ کی مقدس کتاب قرآن مجید کو کھول کر بائیسواں پارہ سورۃ الاحزاب رکوع نمبر ۷ پڑھے تو اسے یہ مبارک آیت صاف نظر آئے گی ۔

ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

ترجمہ : بیشک اللہ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے(نبی)پر اے ایمان والوں ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیت کے مضمون کو ذہن نشین کرنے کے بعد مومن کا ایمان اسے یہ اصول بھی سمجھائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ اقدس سید عالم ﷺ میں صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا مطلق حکم دیا ہے کسی وقت کی تعین وتخصیص نہیں فرمائی،لہٰذا ہم جب چاہیں

صلوٰۃ وسلام بھیج سکتے ہیں ۔نماز جمعہ سے پہلے بھی جمعہ کے بعد بھی ۔الگ الگ بھی اور اکھٹے ہوکر بھی ۔اللہ تعالیٰ نے کوئی وقت ایسا نہیں بتایا جس میں کہ صلوٰۃ وسلام کا بھیجنا ناجائز وحرام ہو۔لہٰذا اگر کسی جگہ کے مسلمان اپنی سہولت کے لئے کوئی وقت معین کرلیں اور اس میں صلوٰۃ وسلام کے نذرانے بارگاہِ رسالت میں پیش کریں تو کوئی حرج نہیں ۔

فائدہ : نقاد کی تنقید سے ہمیں اتفاق ہے اگر چہ اس سے ابلیس کے چیلے ناراض ہوں تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں کیونکہ ابلیس ہمارا اور ہمارے باپ کا دشمن اوراس کے چیلے ہمارے ساتھ دشمنی کریں تو انہیں حق پہنچتا ہے ہاں اسلامی دینی اصول کے لحاظ سے سلام وقیام نہ صرف جائز بلکہ اہل ایمان کو روحانی ذوق نصیب ہوتا ہے، چنانچہ فضلائے دیو بند کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ یہی فیصلہ فرما چکے ہیں ۔

جھاڑ پھونک اوردم درود سے خوف

حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساتویں پارہ کی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ حضرت ثعلبہ فرماتے ہیں میں نے اپنے لئے ایک شربت بنایا اور اسے تیار کرکے رکھ دیا اس نیت پر کہ اسے بعد کو پیئوں

گا۔صبح کو اٹھا تو وہ شربت غائب تھا۔ بصد تلاش آخر نہ ملا پھر دوسرا شربت تیار کیا اور اُس پر سورہ یٰسین پڑھ کر رکھ دیا اور وہی ارادہ کہ صبح کو پیئوں گا۔صبح کو اُٹھ کر دیکھا کہ شیطان اندھا ہو کر گھر کے اندر پھر رہا ہے لیکن شربت تک پہنچنا تو کجا وہ اس گھر میں بھی نہ جا سکا۔

فائدہ : دم درود جھاڑ پھونک سے تو ہماری عزت افزائی ہوئی اللہ تعالیٰ نے ''فنفخت فِیْہ من روحی'' مٹی کے ڈھیلے کو حضرت انسان بنا کر ''ولقد کر منابنی آدم'' کا تاج پہنایا، جس سے ابلیس کی چودھراہٹ خطرہ میں پڑی اب اس کے چیلوں کو اپنا خطرہ نہیں بلکہ گروہ کی بے عزتی ایک آنکھ نہیں بھاتی ورنہ جھاڑ پھونک میں کیا ہوتا ہے'' کلام الٰہی'' پڑھ کر بیمار کو پھونک مار کر تندرستی وشفاء کی اُمید کی جاتی ہے اوراس کا ثبوت اورجواز قرآن وحدیث میں صریح موجود ہے۔تفصیل فقیر کی کتاب ''علاج الابدان بالا حادیث والقرآن'' میں پڑھئے۔

فائدہ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق بھی اسی عمل کا کرشمہ ہے ''فنفخنا فیھا من روحنا'' اور وہ خود بھی اسی عمل سے بیماروں کو شفا اور مُردوں کو ارواح کی دولت بخشتے تھے ''کما قال فانفخ فیہ ''اور کل قیامت میں ہمارا اٹھنا بھی اسی عمل سے ہوگا'' کماقال تعالیٰ ونفخ فی الصور فاذاھم من الاجداث ینسلون''

لیکن مُخالفین کو چونکہ اپنے گُرو کو خوش کرنا ہے اسی لئے نہ صرف انکار بلکہ اس کے عامل کو شرک کی وعید شدید سناتے ہیں۔اور'' ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' مثال مشہور ہے۔اپنی بات منوانے کے لئے وہ روایات پیش کرتے ہیں جو زمانۂ جاہلیت کی غلط رسموں کو روکنے کے لئے حضور سرورکونین ﷺ نے بیان فرمائیں،لیکن یارلوگوں نے ان روایات کو اہلِ اسلام پر تھوپ دیں اور یہ بھی حضور نبی پاک ،شہ لولاک ﷺ کا معجزہ ہے جیسا کہ فرمایا کہ ایسی قوم پیدا ہوگی جو مسلمانوں کو مشرک کہتی پھرے گی، چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ نجدیت سے لے کر دیوبندیت تک تمام عالمِ اسلام کے مسلمانوں کو یہی لوگ مشرک بناتے ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب'' وہابی دیوبندی''۔

بے ادب اور گستاخ ابلیس کے معززین

حضور سرورِعالم ﷺ نے ابلیس سے پوچھا تیرے نزدیک معزز اور محبوب کون ہے۔کہا جو ابوبکر وعمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دے۔(نزہتہ المجالس جلد۲صفحہ۵۶)

فائدہ: یہ صرف نمونہ کے طور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہم نے مثال دی ہے ورنہ ابلیس ہر محبوبِ خدا کو گالی دینے اور اُن سے بغض وعداوت رکھنے اوران کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے سے پیار اور صرف اسی کو اپنا معزز ومحترم سمجھتا ہے۔

ناظرین کو دعوتِ انصاف ہے کہ محبوبانِ خدا اولیاء کرام کی عزت واحترام پر کون سی پارٹی حملہ آور ہے ان کی تقریریں،تحریریں گواہ ہیں فقیر کیا عرض کرے۔

ابلیس تقیہ باز

جب آدم وحوا،علیہما السلام بہشت میں تشریف فرما تھے تو شیطان حاضر ہوکر ''فاسمھاانی لکمالمن الناصحین ''ان کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ بیشک میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

فائدہ : شیعوں کا تقیہ تو سب کو معلوم ہے لیکن ہمارے دور میں دیوبندیوں کا تقیہ شیعہ فرقہ سے پندرہ گز آگے ہے اسکے لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔مساجد میں گھس جانا تقیہ کرکے رہنا پھر مساجد پر قبضہ جمالینا کس پارٹی کا شیوہ ہے اور یہ عملی تقیہ مولوی اشرف علی تھانوی کا مرہونِ منّت ہے جب کہ کان پور میں میلا د شریف کی محفلوں میں آنے جانے لگا۔مولوی رشید احمد گنگوہی نے ٹوکا تو جواب دیا کہ اس میں مصلحت ہے۔(تفصیل دیکھئے تذکرۃ الرشید)

ابلیس کی تین طلاقیں

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا''میں مکہ میں عالمِ رؤیا میں رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا،دیکھا کہ حضور جلوہ افروز ہیں اور محمد بن مالک صدفی بخاری شریف سنا رہے ہیں تو میں نے ایک مسئلہ دریافت کیا۔عرض کیا۔

سوال: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو کیا تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی یا ایک رجعی ہوگی؟''

جواب: یہ سُن کر سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''خاوند کے کہنے کے مطابق تین واقع ہوں گی۔''

سوال: میں نے عرض کیا۔''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!بعض علماء کہتے ہیں کہ ایک واقع ہوگی۔''

جواب: فرمایا ''انہوں نے جواُن تک دلائل پہنچے اس کے مطابق حکم لگایا ہے۔''

سوال: میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! میں اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پوچھتا ہوں جو آپ نے فرمایا ہے۔

جواب: یہ سُن کر حضور ﷺ نے فرمایا ہے، ''فلاتحل له حتی تنکح زوجاغیره۔'' اور وہ عورت اُس پر حلال نہ ہوگی حتیٰ کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ (الآیۃ)

ابلیس

جب سرکار نے یہ حکم فرمایا تو میں نے دیکھا کہ مجلس میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے بحث شروع کردی اور وہ ابلیس تھا۔ اُس کی اس تکرار سے میں نے دیکھا کہ سید دو عالم ﷺ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا۔ گویا کہ حضور کے رُخسار مبارک میں انار نچوڑا گیا ہے اور حضور غضب ناک ہوگئے اور سرکار نے بلند آواز سے متعدد مرتبہ جھڑک کر فرمایا ''کیا تم بدکاری کرنا چاہتے ہو؟'' ''یہ تین طلاقیں ہیں، یہ تین طلاقیں ہیں۔'' زاں بعد پھر سنانے والے نے صحیح بخاری سنانا شروع کردی جب ختم ہوگئی تو حبیبِ خدا سید انبیاء ﷺ نے دعا فرمائی پھر آنکھ کھل گئی۔'' (رسالہ مبشرات للشیخ الاکبر، سعادۃ الدارین صفحہ ۴۷۷) اس مبارک خواب سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ تین ہی واقع ہوں گی اور اگر کوئی شخص ایسی مطلقہ بیوی کو آباد کرلے تو ہمیشہ بدکاری ہوتی رہے گی۔ اور اولاد بھی ناجائز پیدا ہوگی جب تک کہ حلالۂ شرعی نہ ہو۔

تبصرہ از اُویسی

طلاق ثلاثہ بیک وقت وقوع کا سب سے پہلا ابلیس ہے۔ اس کی پیروی کس نے کی، اس کے متعلق تفصیل کی ضرورت نہیں صرف ایک حوالہ پڑھ لیجئے:

ابن تیمیه اورغیر مقلدین

آیتِ مبارکہ ''فلا تحل له '' (پارہ ۲ آیت ۱۳۰) کے تحت مفسرِ قرآن شیخ صاوی علیہ رحمۃ الباری نے نقل فرمایا، آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر یکدم یا الگ الگ تین طلاقیں دیں تو عورت اُس پر حلال نہیں ہوگی۔ مثلاً کوئی کہے کہ میں نے تجھے تین طلاق دی تو وہ اس پر اتنا کہنے سے بھی حرام ہوجائے گی اور اس پر علماء کا اجماع ہوچکا ہے اور ابن تیمیہ کے علاوہ کسی بھی معتمد عالم نے یکدم تین طلاق کو ایک طلاق شمار نہیں کیا ہے۔ ابنِ تیمیہ کا ردّ اس

کے ہم مذہب علماء وائمہ نے بھی کیا یہاں تک کہ علماء نے ابنِ تیمیہ کو گمراہ کنندہ کہا ہے۔"

فتاویٰ ثنائیه

میں بھی منقول ہے کہ "نواب صدیق حسن خان نے "اتحاف النبلاء" میں جہاں شیخ ابن تیمیہ کے متفردات مسائل لکھے ہیں اس فہرست میں طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا۔ ابن تیمیہ اور اُن کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے اُن کو اونٹ پر سوار کر کے درّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی۔ قید کئے گئے اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔" (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

مزید لکھا ہے کہ "تین طلاق مجلسِ واحد کا ایک حکم میں ہونا یہ مسلک صحابہ تابعین تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔" (فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۲۱۹)

غیر مقلدین وهابی

اب ہمارے دور میں وہابی غیر مقلدین طلاقِ ثلاثہ کے بیک وقت وقوع کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ الٹا اس کے منکر کو گمراہ اور بے دین گردانتے ہیں بلکہ خود اپنے ہم مسلک مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی گمراہ کہتے ہیں اس کے اور وجوہ بھی ہیں جنہیں فقیر نے کتاب "شتر بے مہار" میں تفصیل سے لکھا ہے، منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے ابن تیمیہ کا خلاف کیوں کیا اور یہ کیوں کہہ دیا کہ علامت روافض اور یہ مسلک سات سو سال بعد کا ہے۔

علامات ونشانات اولادِ ابلیس

ابلیس کی اولادِ حقیقی سے ہماری بحث نہیں بلکہ اس کی معنوی اولاد کو ظاہر کرنا ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دم مارا کہ وہ اپنے چیلے چانٹے اولاد آدم سے بنائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ابلیس نے اپنے چیلے چانٹے تیار کئے تو ان کی نشانیاں کون سی ہیں۔ فقیر معتبر ومستند کتب سے چند علامات ذکر کرتا ہے۔

انبیاء واولیاء سے دشمنی

صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کے پارہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ "وہ آدم زادے جن کی شکل وصورت

تو آدم علیہ السلام جیسی ہو لیکن ان کے کردار ابلیس جیسے ہوں تو انہیں شیاطین الانس سمجھو ان کی علامت یہ ہے کہ ابلیس معنوی اولاد کو اپنا حامی کار بناتا ہے جو شب و روز اس کی اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمٰن کی اطاعت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذریت شیطان کے چیلے بننے پر فخر کرتے ہیں لیکن آدم علیہ السلام کی حقیقی اولاد یعنی انبیاء و اولیاء کی اطاعت سے کراتے ہیں انہیں اولیاء و اعداء کے مابین امتیاز نہیں رہتا۔

فائدہ : نجدی وہابی (غیر مقلدین) اور دیوبندی اپنی تصانیف اور تقریروں میں بتوں کی آیات انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔

آخری بات

یہ داستان طویل ہے فقیر نے صرف چند نمونے عرض کئے ہیں۔ اب چند حوالے ملاحظہ ہوں کہ جن لوگوں نے انبیاء و اولیاء کے کمالات کو ماننے پر شرک کا فتویٰ دیا لیکن وہی کمالات ابلیس کے لئے ثابت کئے چند نمونے حاضر ہیں۔

ابلیس کا علم محیط

علمائے دیوبند کا قطب مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ ''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا محض شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کے لئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کے لئے کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ مطبوعہ انڈیا دیوبند)

شان درود

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا عبدالسمیع رامپوری کمہاران (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجلس میلاد اور سلام و قیام و فاتحہ کے اثبات میں ایک کتاب لکھی ''انوار ساطعہ'' اس میں ثابت کیا کہ بعض مجلس میلاد میں حضور سرور عالم ﷺ کا تشریف لانا یا آپ کو اس کا علم ہونا بعید از امکان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بُری مخلوق شیطان اور بہتر مخلوق حضرت ملک الموت کے لئے ایسی صفت اپنے پرائے سب مانتے ہیں۔ اس کے جواب میں مذکورہ بالا عبارت دیوبند کے دوستوں نے لکھ ماری جس پر عرب و عجم کے علماء و مشائخ نے اس کی تکفیر

کی۔لیکن افسوس کہ اس سے ندامت کے بجائے فضلائے دیوبند اس منحوس عبارت کی تصحیح پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

عبارت مذکورہ نے فیصلہ فرمادیا کہ آپ کے لئے ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے اب اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ان کا عقیدہ پڑھ لیجئے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب ''تقویت الایمان'' میں لکھتا ہے جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں، سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے وہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً کوئی کسی سے کہے کہ فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اس کے جواب میں نہ کہے کہ اللہ و رسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔

تبصرہ : افسوس کہ درخت کے پتے جاننے کو خدائی علم محدود کردیا اور کہہ دیا کہ اس میں مخلوق کو دخل نہیں حالانکہ یہ تو معمولی بات ہے لیکن اس میں نبی علیہ السلام کو بے خبر بتادیا اور ابلیس کے لئے کہا کہ اس کا ساری زمین کا علم محیط ہے۔

دوسرا حوالہ

مولوی حسین علی واں بھچرانوی نے تفسیر بلغتہ الحیر ان پارہ نمبر۱۲ پہلی آیت کی تفسیر میں معتزلہ کے عقیدہ کو ترجیح دی کہ ''اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال کا اس وقت تک علم نہیں ہوتا جب تک وہ کام (عمل) کر نہیں لیتے۔

تبصرہ : جس برادری کا عقیدہ خدا تعالیٰ کے لئے ایسا گھٹیا ہو وہ اگر رسولِ خدا ﷺ کا علم گھٹا کر بیان کریں تو اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیے۔

شیطان کا دُور سے تصرف

مولوی ظفر احمد تھانوی نے رسالہ ''انوار الصوم'' صفحہ ۳۰ پر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ اس کا انکار نہیں ہوسکتا کہ جب شیاطین قید ہوگئے تو پھر وہ آدمیوں کو (رمضان میں) کس طرح بہکاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دُور سے بذریعہ توجہ کے تصرف کرتے ہیں الخ

فائدہ : کتاب مذکورہ اشرفیہ کتب خانہ تھانہ بھون (انڈیا) ۱۳۴۷ھ میں شائع ہوئی۔ فقیر کے پاس موجود ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

شیطان کے لئے تو اتنا بڑا تصرف ماننا عین اسلام ہے اگر ایسے تصرفات حضور ﷺ اور اولیائے کرام کے لئے مانے جائیں تو شرک، اس کی وجہ وہ خود ہی بتا سکتے ہیں۔

شیطان ہر قبر میں

ہر قبر میں شیطان کے موجود ہونے کے یہ لوگ قائل ہیں کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور حضور ﷺ کے ہر قبر میں موجود ہونے کے منکر ہیں اس کے متعلق فقیر کا رسالہ ہے ''القول المؤید فیما تقول فی ھذا رجل المحمد'' عرفی نام ''ہر قبر میں زیارتِ رسول ﷺ''۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

بتائیے کہ شیطان کی اتنی بڑی زبردست قدرت ماننا کہ وہ ہر قبر میں ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے انکار کرنا اس کی وجہ کیا ہے یہ ان سے پوچھئے۔

لطیفہ

مخالفین ابلیس کے علم محیط اراضی کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ اس کے منکر کو کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اس کا علم نصوص قطعیہ سے ثابت ہے (براہین قاطعہ) لیکن حضور ﷺ کے لئے ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے (براہین) لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خیر و شر کو پیدا فرمایا ہے اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں افسوس ہے کہ مخالفین شر کے لئے تو زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور جس آقا ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اس سے نہ صرف انکار بلکہ ماننے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مخالفین شر پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر شے سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے بچائے۔ (آمین)

لفظ نبی خود غیب کے عقیدہ کا پابند کرتا ہے کیونکہ یہ نبأ سے ہے بمعنی غیبی خبر دینا اگر اسے مُطلق خبر کے لئے محدود رکھا جائے۔ تو پھر مخبر کو نبی مانا جائے لیکن ایسا نہیں بلکہ اس کو نبی ماننا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیبی خبریں دے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام کے لئے علم غیب ماننا پڑے گا۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ مگر شیطان کے لئے مانتے ہیں ایسا کیوں؟

ان حقائق سے ماننا پڑے گا کہ وہ ابلیس کے کمالات کے قائل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے لئے منکر ہیں۔

آخری گذارش

اس بحث کو یہاں ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کریم ہمیں اپنے نبی پاک ﷺ کے سچے اور پکے نیازمندوں سے بنائے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ

بہاول پور ۔ پاکستان

۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ